جدید میڈیکل مسائل
اور اُن کا حل

پیش لفظ

زیرِ نظر رسالہ میڈیکل سائنس سے متعلق جدید مسائل کے بارے میں ہے جو کہ مختلف اوقات میں ان کی ضرورت تھی کہ ان کا اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق جائزہ لیا جائے۔ اس میں بہت سے مسائل تو مختلف طریقۂ علاج کے سلسلہ میں ہیں اور بہت سے ڈاکٹروں اور مختلف دواساز کمپنیوں اور مریضوں سے متعلق ہیں۔ بہت سے لوگوں نے اس شعبہ کو انسانی ہمدردی کی بجائے معاش کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ ایسے لوگوں کی خواہ وہ ڈاکٹر ہوں یا میڈیکل کے کسی شعبہ سے تعلق رکھتے ہوں، اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ مریض کی مصلحت اور اس کی خیر خواہی کو مدِ نظر رکھ کر شرعی واخلاقی تقاضے پورے کریں۔

اسی فرض کو ادا کرنے کیلئے عزیز ڈاکٹر محمد طیب صاحب کا رسالہ پیش نظر ہے۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس رسالہ کو پیشۂ طب سے وابستہ افراد کیلئے بالخصوص اور عام مسلمانوں کے بالعموم نافع بنائیں۔ آمین!

بندہ عبدالحکیم
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆منصوبہ بندی کی جائز وناجائز صورتیں☆

سوال نمبر 1۔کیا منصوبہ بندی جائز ہے یا نہیں؟

(الف)۔اگر ماں کی صحت کو خطرہ ہو تو کیا منصوبہ بندی کرائی جاسکتی ہے؟

(ب)۔کیا اولاد کی پیدائش میں وقفہ کرنا جائز ہے؟

(ج)۔وہ کونسی صورتیں ہیں جن میں منصوبہ بندی جائز ہے؟

(د)۔وہ کونسی صورتیں ہیں جن میں بچوں کی پیدائش میں وقفہ کرنا جائز ہے؟

جواب: الف تا د: خاندانی منصوبہ بندی کیلئے ایسی صورت اختیار کرنا جس کے سبب دائمی طور پر اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ہی ختم ہو جائے خواہ مرد کی طرف سے ہو یا عورت کی طرف سے، کسی دوا یا انجکشن کے ذریعہ یا آپریشن یا خارجی تدابیر سے کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا جائز نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع فرمایا۔صحیح بخاری میں یہ واقعہ مذکور ہے۔

قال عبد اللّٰہ کنا نغز و مع رسول اللّٰہ ولیس لنا شئ فقلنا الا نستخصی فنھانا عن ذالک (بخاری شریف ج اص ۷۰۹)

البتہ کمزور عورت کو حمل کی وجہ سے شدید تکلیف ہوتی ہو یا اس کا حاملہ ہونا دوسری اولاد کیلئے مضر ہو تو وقتی طور پر ایسی تدابیر اختیار کرنا یا دوا کھالینا تاکہ دو یا تین سال یا تندرست ہونے تک حمل قرار نہ پائے تو اس کی گنجائش ہے۔

الجواب صحیح
۱۵ / ۷ / ۱۴۱۷ھ

دارالافتاء دارالعلوم کراچی
۱۴ / ۷ / ۱۴۱۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆کسی صورت میں چار ماہ کے بعد اسقاطِ حمل جائز نہیں☆

سوال نمبر 2۔کیا فرماتے ہیں حضرات علماء کرام ان درج ذیل مسائل کے بارے میں؟

(الف) اگر حمل کے چھٹے یا ساتویں مہینے میں معلوم ہو کہ بچہ معذور ہے تو کیا اسقاط حمل کروایا جاسکتا ہے؟

(ب) اگر ماں کی صحت کو خطرہ ہو تو چھٹے ساتویں مہینے میں اسقاط کروا سکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(الف، ب) شرعاً چھ سات ماہ کے بعد بلکہ چار ماہ کے بعد بھی بچے کے معذور ہونے، کمزور ہونے یا عورت کی صحت کو خطرہ لاحق ہونے کی وجہ سے اسقاط حمل جائز نہیں کیونکہ اس میں قتل نفس کا گناہ ہے جو گناہ عظیم ہے۔

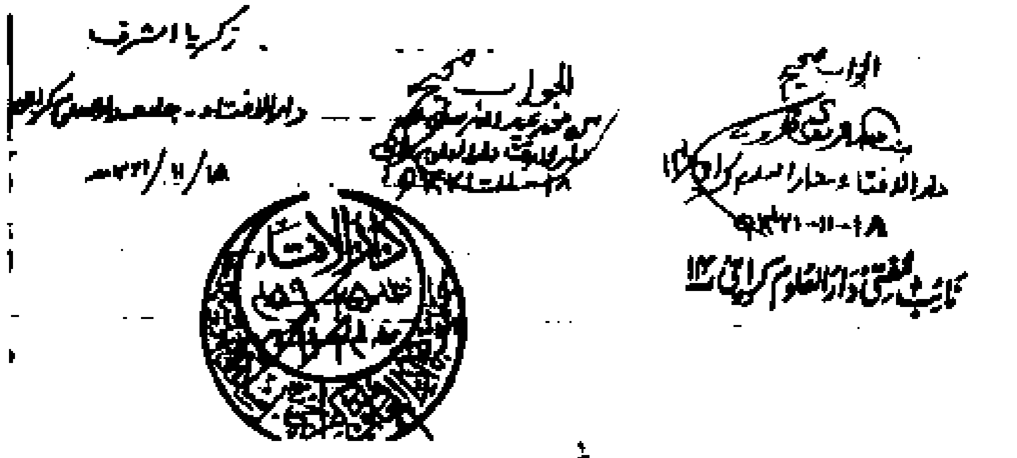
لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اسقاطِ حمل ناجائز ہے اور اس سے احتراز لازم ہے اور صحت کیلئے جہاں تک ہو سکے احتیاطی تدابیر بھی کرتے رہنا چاہئے۔

فی الدرص ۱۷۶ ج ۳ وقالوا یباح اسقاط الولد قبل اربعة اشهر لو بلا اذن الزوج

وفی الشامی تحت قوله (وقالوا) فی النهر بقی هل یباح الاسقاط بعد الحمل نعم یباح ما لم یتخلق منه شیء ولن یکون ذلک الا بعد مائة وعشرین یوما وهٰذا یقتضی انهم ارادوا بالتخلیق نفخ الروح والا فهو غلط لان التخلیق یتخلق بالمشاهدة قبل هذه المدة کذا فی الفتح واطلاقهم یفید عدم توقف جواز اسقاطها قبل المدة المذکورة علی اذن الزوج وفی کراهته الخانیة. ولا اقول بالحل اذا دخل الهرم لو کسر بیض الصید ضمنه لانه اصل الصید فلما کان یؤاخذه بالجزاء فلا اقل من ان یلحقها اثم اذا اسقطت بغیر عذر قال ابن وهبان ومن الاعذار ان ینقطع لبنها قبل ظهور الحمل لیس لابی الصبی ما یستاجر به الظئر ویخاف هلاکه ونقل من الذخیرة لو ارادت الالقاء قبل مضی الزمن ینفخ فیه الروح هل یباح لها ذلک ام لا؟ اختلفوا فیه وکان الفقیه علی بن موسیٰ یقول انه یکره فان الماء بعد ما وقع فی الرحم ما له الحیاة فیکون له حکم الحیاة کما فی بیضة صید الحرم ونحوه فی الظهیریة قال ابن وهبان فاما اباحة الاسقاط محمولة العذر او انها لا تاثم اثم القتل.

فی الهندیة ص ۳۵۶/ ج ۵ العلاج لاسقاط الولد اسبتان خلقه

کالشعر والظفر ونحوهما لا یجوز وان کان غیر مستبین المحلق یجوز واما فی زماننا یجوز علی کل حال وعلیه الفتویٰ واللّٰه اعلم بالصواب۔



بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

☆ چار ماہ سے قبل شدید عذر کیوجہ سے اِسقاطِ حمل جائز ہے ☆ (3,4)

سوال نمبر 3۔ اگر Abnormal Foetus ہو تو کیا ۴ ماہ سے قبل Abortion کرائی جاسکتی ہے USG کے ذریعے ۴ ماہ قبل Feuts کی Abnormality پتہ چل جاتی ہے۔

جواب: حمل میں جان پڑنے سے قبل یعنی ۱۲۰ دن سے پہلے پہلے اگر طبی تحقیق سے حمل میں کسی شدید بیماری یا نقص کا علم ہو جائے اور کوئی امانتدار ڈاکٹر اسقاط (Abortion) کا مشورہ دے تو اسقاط کرنا جائز ہے۔

سوال نمبر 4۔ وہ کونسی صورتیں ہیں جن میں Abortion کرائی جاسکتی ہے؟

جواب: کسی عذر کی وجہ سے مثلاً ماں کی جان خطرے میں ہو یا یہ اندیشہ ہو کہ بچہ مردہ پیدا ہوگا، صحت کو شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو یا کسی شدید بیماری یا معذوری میں مبتلا ہو جائے وغیرہ وغیرہ تو حمل میں جان پڑنے سے پہلے پہلے اسقاط کرانا جائز ہے اور جان پڑنے کے بعد اسقاط کرانا ناجائز اور بڑا گناہ ہے۔

وفی الشامیة قال فی النهر: بقی هل یباح الاسقاط بعد الحمل؟ نعم یباح ما لم یتخلق منه شیءٌ ولن یکون ذلک الا بعد مائة وعشرین یوما، وهذا یقتضی انهم أرادوا بالتخلیق نفخ الروح والا فهو غلط، لان التخلیق یتحقق بالمشاهدة قبل هذه المدة، کذا فی الفتح، واطلاقهم یفید عدم توقف الجواز اسقاطها قبل المدة المذکورة علی اذن الزوج، وفی کراهته الخانیة ولا اقول بالحل اذا لمحرم لو کسر

بیض الصید ضمنه لانه اصل الصید فلما کان یؤاخذ بالجزاء فلا أقل من ان یلحقها اثم هنا اذا أسقطت بغیر عذر (اه) قال ابن وهبان: ومن الاعذار أن ینقطع لبنها بعد ظهور الحمل ولیس لابی الصبی ما یستأجر به الظئر ویخاف هلاکه. شامیة ۱۷٦ ج ۳)

☆ آج کل کی اہلِ کتاب لڑکی سے نکاح نہ کیا جائے ☆

سوال نمبر 5۔کیا اہلِ کتاب لڑکی سے نکاح جائز ہے؟

جواب: اگرچہ کسی اہلِ کتاب لڑکی سے نکاح اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ وہ واقعۃً اللہ تعالیٰ کے وجود، کسی آسمانی کتاب اور اس مذہب کے نبی پر ایمان رکھتی ہے (محض نام کی یہودی، عیسائی ہونا کافی نہیں) مگر شدید مجبوری کے بغیر کسی اہلِ کتاب لڑکی سے نکاح نہ کرنا چاہئے اس لئے کہ یہ بے شمار خرابیوں کا باعث ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے زمانے میں مسلمانوں کو اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح کرنے سے منع فرمایا تھا، حالانکہ حضرت عمر فاروقؓ کا زمانہ خیر کا زمانہ تھا، تو آج اس فتنے کے زمانہ میں جبکہ خود مسلمانوں کے ایمان و اعمال میں کمزوری آگئی ہے، کسی اہلِ کتاب عورت سے نکاح کے بعد بچوں کے اس سے متاثر نہ ہونے اور دینی تربیت کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ لہٰذا مسلمان کیلئے اہلِ کتاب لڑکی سے نکاح نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ (مأخذ رجسٹر نقل فتاویٰ دارالعلوم کراچی)



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ الٹرا ساؤنڈ کے ذریعے معلوم کرنا کہ رحم میں لڑکا ہے یا لڑکی، جائز ہے ☆

سوال نمبر 6۔کیا الٹرا ساؤنڈ کے ذریعے معلوم کرنا کہ ماں کے رحم میں لڑکا ہے یا لڑکی جائز ہے۔

جواب: الٹرا ساؤنڈ کے ذریعہ معلوم کرنا کہ ماں کے رحم میں لڑکا ہے یا لڑکی، جائز ہے لیکن اس پر یقین نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس کے ذریعہ جو علم حاصل ہوتا ہے وہ یقینی نہیں ہے اس میں غلطی کا قوی امکان ہے اور یہ حق تعالیٰ کے علم غیب کے منافی بھی نہیں ہے کیونکہ الٹرا ساؤنڈ وغیرہ سے تخمینہ اور اندازہ ہوتا ہے یقینی علم صرف حق تعالیٰ کو ہے اور یہ اندازہ بھی آلات و تجربات سے ہوتا

ہے جبکہ حق تعالیٰ کو ان چیزوں کے بغیر علم ہے۔

اس مسئلہ کی تفصیل مطلوب ہو تو مطالعہ کریں معارف القرآن (۳۴۲، ۳۴۷/ج ۳)

فی التفسیر المنیر: قال القرطبی وقد یعرف بطول التجارب اشیاء من ذکورة الحمل وأنوثته الی غیر ذلک (۲۱: ۱۷۹) واللہ سبحانہ تعالیٰ.

محمد جمیل الرحمٰن ڈیروی غفرلہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۳/۱۱/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۳-۱۱-۱۴۲۱ھ
نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

الجواب صحیح
دارالافتاء دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆انسانوں میں کلوننگ جائز نہیں☆

سوال نمبر 7: کیا کلوننگ جائز ہے؟

جواب: انسانوں میں کلوننگ کا تجربہ جائز نہیں، کیونکہ اس سے بہت سارے مفاسد پیدا ہو جائیں گے مثلاً کلوننگ کی وجہ سے نسب جس کی بدولت انسانیت کی بقاء ہے، وہ ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح عفت کا مسئلہ بھی قصۂ پارینہ بن کر رہ جائے گا اور جرم کی ایسی فراوانی ہوگی کہ اس سے چھٹکارا حاصل کرنا بظاہر محال ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو دوسرے انسان سے ہر لحاظ سے مختلف پیدا کیا ہے، خصوصاً شکل وصورت میں، اور یہ بات ظاہر ہے کہ شکل وصورت کی وجہ سے مجرموں کی شناخت آسان ہے، جبکہ کلوننگ کی وجہ سے ایسے متعدد افراد کا وجود لازمی ہے جو شکل وصورت میں ہو بہو ایک جیسے ہونگے۔ اب ان میں سے اگر کسی نے جرم کا ارتکاب کیا تو اصل مجرم کی شناخت اور پہچان ممکن نہیں ہوگی، جس کی وجہ سے معاشرہ میں خطرناک قسم کے لاینحل اور مشکل مسائل کھڑے ہو جائیں گے۔ بہر حال ان مفاسد کی وجہ سے انسانوں میں کلوننگ کا تجربہ ہرگز جائز نہیں۔

☆ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعے بچوں کی پیدائش کے جائز و ناجائز طریقے☆

سوال نمبر 8: کیا ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعے بچوں کی پیدائش کا طریقہ جائز ہے؟ اس میں

باپ کے جرثومہ اور ماں کے انڈے کو باہر ملایا جاتا ہے اور پھر بعد میں اس کو ماں کے رحم میں رکھ دیتے ہیں؟

جواب: مصنوعی تولید کے مندرجہ ذیل طریقے معروف ہیں:۔

☆ نطفہ شوہر کا ہو اور کسی ایسی عورت کا بیضہ لیا جائے جو اس کی بیوی نہ ہو، پھر یہ لقیحہ اس شوہر کی بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

☆ نطفہ شوہر کے سوا کسی اور کا ہو اور بیضہ بیوی کا ہو اور اسی کے رحم میں رکھا جائے۔

☆ شوہر کا نطفہ اور بیوی کا بیضہ لے کر بیرونی طور پر ان کی تلقیم کی جائے اور پھر یہ لقیحہ کسی دوسری عورت کے رحم میں رکھا جائے جیسے مستعار رحم کیا جاتا ہے۔

☆ کسی اجنبی شخص کے نطفہ اور اجنبی عورت کے بیضے کے درمیان بیرونی طور پر تلقیم کی جائے اور لقیحہ بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

☆ شوہر کا نطفہ اور بیوی کا بیضہ لے کر بیرونی تلقیم کی جائے اور اس کو اسی شوہر کی دوسری بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

☆ نطفہ شوہر کا ہو، بیضہ اس کی بیوی کا ہو، ان کی تلقیم بیرونی طور پر کی جائے اور پھر اس بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

☆ شوہر کا نطفہ لے کر اسکی بیوی کے مہبل یا رحم میں کسی مناسب جگہ پر بطور اندرونی تلقیحہ رکھا جائے۔

ان سات صورتوں میں سے پہلی پانچ صورتیں قطعاً حرام ہیں جن کی کسی حالت میں گنجائش نہیں، کیونکہ اس میں نسب کا اختلاط اور خاندان و نسل کا ضیاع بھی لازم آتا ہے۔ اور اس میں دوسرے شرعی محظورات بھی پائے جاتے ہیں۔ البتہ چھٹی اور ساتویں صورت میں مجمع نے یہ قرار دیا کہ ضرورت کے وقت ان طریقوں کے استعمال کی گنجائش ہے، بشرطیکہ لیڈی ڈاکٹر یہ عمل انجام دے اور دیگر تمام ضروری احتیاطی تدابیر اختیار کی گئی ہوں۔ (ماخذ ماہنامہ البلاغ ۳ شعبان، ۱۴۰۸) واللہ سبحانہ اعلم۔

الجواب صحیح

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ خاندان میں شادی کرنے سے وراثتی بیماری کے پھیلنے کا شریعت میں ثبوت نہیں ☆

سوال نمبر 9۔ کیا فرماتے ہیں حضراتِ علماءِ کرام ان مسائل کے بارے میں؟

(الف) ڈاکٹری کی رو سے خاندان میں شادیاں کرنے سے وراثتی بیماریاں پھیلتی ہیں۔ شریعت میں اس کی کیا حقیقت ہے؟

(ب) خاندان میں شادی کرنا افضل ہے یا خاندان سے باہر شرعی لحاظ سے؟

(ج) کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں چچازاد اور ماموں زاد کے علاوہ دور کے رشتہ داروں میں یا اور کسی خاندان میں شادی کرنے کی ترغیب دی ہے (میں نے کسی کتاب میں یہ پڑھا تھا، کتاب کا نام یاد نہیں)۔

(د) کیا آدمی وراثتی بیماریوں سے بچنے کیلئے خاندان سے باہر شادی کرسکتا ہے؟

والسلام!

محمد طیب۔ 199 اقبال ہال نشتر میڈیکل کالج ملتان۔

جواب: نکاح کرتے وقت جن اوصاف کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے، ان میں سے ایک عورت کے حسب یعنی خاندان، شرافت کو دیکھنا ہے۔ لیکن شریعت نے اصل بنیاد دین کو ٹھہرایا ہے۔ لہٰذا اگر اپنے خاندان میں دیندار رشتہ نہ ملتا ہو اور نسبتاً بعید خاندان میں دیندار رشتہ ملتا ہو تو شادی کرنے میں اس کو ترجیح دینا چاہئے۔ جیسا کہ "مصنف عبدالرزاق" میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب تمہارے پاس ایسا رشتہ آئے جس کی امانت داری اور اچھے اخلاق سے تم رضامند ہو تو نکاح کردیا کرو، وہ کوئی بھی ہو اس لئے کہ اگر تم ایسا نہیں کروگے تو زمین پر فساد پیدا ہو جائے گا۔

رہا خاندان میں زیادہ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ شادیاں کرنے سے وراثتی بیماریوں کا آنے والی نسل میں منتقل ہونا یا بچے کا جسمانی اور ذہنی اعتبار سے ضعیف ہونا، سو شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ اس کا تعلق تجربے سے ہے اور تجربہ شاہد ہے کہ کبھی ایسے نکاح کے بعد کوئی بیماری ظاہر نہیں ہوتی، کبھی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس بناء پر رشتہ داروں سے نکاح کو ہمیشہ کیلئے برا سمجھنا درست نہیں۔ البتہ اگر کوئی شخص سبب کے درجہ میں طبی احتیاط کے طور پر اس سے اجتناب کرے تب بھی شرعاً کوئی مانع نہیں ہے۔

بعض کتابوں میں ایک بات حدیث کے طور پر پیش کی جاتی ہے، "لا تنکحوا القرابۃ القریبۃ

فان الولد یخلق ضاویا ای نحیفا'' یعنی قریبی رشتہ داروں سے شادی نہ کرو، اس لئے کہ اس سے اولاد ضعیف پیدا ہوتی ہے۔لیکن اس بات کا حدیث ہونا سند سے ثابت نہیں۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اگر یہ بات بطور حدیث کے مانی جائے تو اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔اور اگر یہ بات تجربہ پر مبنی ہے تو قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

علامہ زبیدیؒ نے اس حدیث کے متعلق ابن صلاحؒ کا قول ''اتحاف السادۃ المتقین'' میں نقل کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس حدیث کی کوئی قابلِ اعتماد اصل نہیں مل سکی۔

حاصل یہ کہ شریعت کے طرف سے نہ اپنے خاندان میں شادی کرنے کی ممانعت ہے اور نہ غیر خاندان میں شادی کرنے کی ترغیب۔البتہ فطری شرافت دینداری اور مستقبل میں موافقت جیسے اُمور کا خیال رکھنا بہرحال ضروری ہے۔اور اگر اپنے قریبی خاندان میں شادی کرنا کسی مصلحت کے خلاف ہو جس میں طبی مصلحت بھی داخل ہے تو پھر دوسرے خاندان میں شادی کرنا بہتر ہے۔

عن ابی ھریرةؓ عن النبی قال تنکح المرأة لا ربع لما لها ولحسبها ولجما لها ولدینها فاظفر بذات الدین تربت یداک. (بخاری ۲،۲ ۷۶)

عن عبد الرزق عن معمر عن یحی بن أبی کثیر قال قال رسول اذا جاء کم من ترضون أمانته وخلقه فانکحوه کائناً من کان فان لا تفعلوا تکن فتنة فی الأرض وفساد کبیراً وقال عریض (مصنف عبد الرزاق ٦: ۱۵۳)

لا تنکحوا القرابة فان الولد یخلق ضاویاً نحیفا قال المختصر لیس بمرفوع (الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة للشوکانی ۱۳۱)

لا تنکحوا القرابة القریبة فان الولد یخلق ضاویاً ای نحیفاً لیس بمرفوع تذکرة الموضوعات للفتنی ۱۲۷.

ان لا تکون من القرابة القریبة فان ذالک یقلل الشهوة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تنکحوا القرابة القریبة فان الولد یخلق ضاویاً ای نحیفاً اصله ضاووی وزنه فاعول (ای نحیفاً) قلیل الجسم وجاریة ضاویة کذالک کذا فی الصحاح قال ابن صلاح لم أجد لهذا الحدیث اصلاً معتمداً قال العراقی انما یعرف من قول عمرؓ انه قال لال السائب قد أضویتم فانکحوا فی النزائع رواه

ابراهيم الحربى فى غريب الحديث وقال معناه تزوجوا فى الغرائب قال ويقال اغتربوا ولا تضووا وللطبراني من طلحة بن عبد الله "الناكح فى قومه كالعشب فى داره" فى اسناده سليمان بن ايوب الطلحى قال ابن عدى عامة احاديثه عندى صحاح ورجحها الضياء المقدسي فى المختارة قلت وفى الصحاح للجوهرى فى الحديث اغتربوا ولا تضووا أى تزوجوا فى الأجنبيات ولا تتزوجوا فى العمومة وذالك ان العرب تزعم ان ولدا لرجل من قرابته يجئى ضاوياً اى نحيفاً غير أنه يجئى كريماً على طبع قومه. (اتحاف السادة المتقين لزبيدى ۵: ۳۴۹)

اما قول بعض الشافعية يستحب أن لا تكون المرأة ذات قريبة فان كان مستنداً الى الخبر فلا اصل له أو الى التجربة وهو أن الغالب أن الولد بين القرابتين يكون أحمق فهو متجه. (فتح البارى ۹: ۱۳۵)

الاغتراب فى الزوج

من توجيهات السلام الحكمية فى اختيار الزوجة تفضيل المرأة الأجنبية على النساء ذوات النسب والقرابة حرصاً على نجابة الولد وضماناً لسلامة جسمه من الأمراض السارية والعاهات الوراثية وتوسعاً لدائرة التعارف الأسرية وتمتيناً للروابط الاجتماعية ففى هذا تزداد أجسامهم قوة ووحدتهم تماسكا وصلابة وتعارفهم سعة وانتشاراً فلا عجب ان ترى النبى صلى الله عليه وسلم قد حذر من الزواج بذوات النسب والقرابة حتى لان ينشاء الولد ضعيفاً وتنحذر اليه عاهات أبويه وامراض جدوده فمن تحذير انه عليه الصلاة والسلام فى هذا قوله لا تنكحوا القرابة فان الولد تخلق ضاوياً اى نحيفاً وقوله اغتربوا ولا تضووا قال الشيخ عبد الله ناصح لم اعثر على تخريج المحدثين حتى الآن. (تربية الاولاد فى الاسلام ۱: ۳۹).

الجواب صحیح
احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۲۹-۵-۱۴۱۸ھ

نور البشر ... عفی عنہ
دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴
۲۹/۵/۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح
... عبداللہ ... عفی عنہ
دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴
۲۹-۵-۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفراللہ لہ
۲۹-۵-۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح
محمد عبدالمنان عفی عنہ
۲۹/۵/۱۴۱۸ھ
نائب مفتی دار العلوم کراچی ۱۴

دار الافتاء دار العلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ میڈیکل کے طالبعلم کیلئے علاج کا طریقہ سیکھنے کیلئے ولادت کا عمل دیکھنا جائز نہیں ☆

سوال نمبر 10۔ میں میڈیکل کالج کا طالب علم ہوں، آخری سال میں زچہ و بچہ وارڈ میں ڈیوٹی لگتی ہے۔ وہاں ولادت کے تمام مراحل کا معائنہ کرایا جاتا ہے۔ کیا شرعاً اس کی گنجائش ہے؟ اس کی تعلیم ضروری ہے اور وہاں حاضری لازمی ہے، ورنہ امتحان میں فیل کر دیا جاتا ہے۔

جواب: عام حالات میں کسی عورت کی شرمگاہ اور ستر کو دیکھنا کسی بھی اجنبی مرد یا عورت کیلئے جائز نہیں۔ میڈیکل کے طالب علم کیلئے ولادت کا عمل محض علاج کا طریقہ سیکھنے کیلئے دیکھنا جائز نہیں۔

خلیل احمد ... عفا اللہ عنہ
دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴

الجواب صحیح
... عفی عنہ

۲۴-۷-۱۴۱۸ھ دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴

نائب مفتی دار العلوم کراچی

دار الافتاء دار العلوم کراچی

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

☆مرد ڈاکٹر کیلئے عورتوں کے مخصوص علاج کیلئے

مہارت حاصل کرنا جائز نہیں☆

سوال نمبر 11۔کیا مرد Gynacologist بن سکتے ہیں؟

جواب:عورتوں کے خصوصی امراض کے علاج کے سلسلہ میں عورتوں کو مہارت حاصل کرنی چاہئے۔مردوں کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ بطور خاص اسے سیکھیں بلکہ انہیں دوسرے امراض میں مہارت حاصل کرنی چاہئے۔

فی الدر! وینبغی أن یعلم امرأة تداویها لأن نظر الجنس الی الجنس أخف. وفی الشامیة! وان کان فی موضع الفرج فینبغی أن یعلم امرأة تداویها. وفیه والظاهر إن "ینبغی" هنا للوجوب (ص ۳۷۱ ج۶). وفی العالمگیریة! امرأة اصابتها قرحة فی موضع لا یحل للرجل ان ینظر الیها لکن یعلم امرأة تداویها (ص ۳۳۰، ج۵)

☆شدید عذر کے وقت مرد ڈاکٹر، عورت کا مخصوص آپریشن کرسکتا ہے☆

سوال نمبر 12۔وہ کونسی صورتیں ہیں جس میں مرد Gynacologist سے آپریشن کروا سکتے ہیں؟

جواب:اگر کوئی بیماری ایسی ہو جس میں ناقابلِ برداشت درد ہو یا کوئی آپریشن وغیرہ ایسا ہو کہ اس کے بغیر عورت کی جان کی ہلاکت کا اندیشہ ہو یا بیماری کا علاج ممکن نہ ہو اور کوئی لیڈی ڈاکٹر میسر نہ ہو جس سے تسلی بخش علاج ہو سکے اور کسی عورت کو دوا وغیرہ بتا کر علاج کرنا بھی ممکن نہ ہو تو سخت مجبوری کی حالت میں اجنبی مرد ڈاکٹر سے علاج اور آپریشن کرانا جائز ہے اور ایسی مجبوری کی حالت میں عورت مرد "Gynoeclologist" کے پاس جا سکتی ہے۔لیکن اس مجبوری کی صورت میں بھی یہ ضروری ہے کہ بدن کا صرف اتنا حصہ ہی کھولا جائے جتنا علاج کیلئے ضروری ہے۔باقی پورے بدن کو مکمل طور پر ڈھانپ لیا جائے اور ڈاکٹر بھی صرف بقدرِ ضرورت نظر ڈالے اور جسم کے باقی حصوں کو دیکھنے سے اپنی نگاہ نیچی رکھے۔

فی الشامیة: وقال فی الجوهرة اذا کان المرض فی سائر بدنها غیر الفرج یجوز النظر الیه عند الدواء لأنه موضع الضرورة وان کان فی موضع الفرج فینبغی أن یعلم امرأة تداویها فان لم توجد وخافوا

علیها أن تهلک أو یصیبها وجع لا تحتمله یستروا منها کل شیٔ الّا موضع تلک القرحة ثم یداویها الرجل ویغض بصره ما استطاع الّا عن ذٰلک الموضع ولا فرق فی هٰذا بین ذوات المحارم وغیرهن لأن النظر الی العورة لا یحل بسبب المحرمیة کذا فی فتاویٰ قاضی خان (ص ۳۳۰، ج۵)



بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

☆ مرد ڈاکٹر کیلئے بلاضرورتِ شدیدہ،
عورت کے علاج کیلئے معائنہ کرنا درست نہیں ☆

سوال نمبر 13۔ کیا ڈاکٹر نامحرم مستورات کا معائنہ کرسکتا ہے؟

جواب: مرد ڈاکٹر کیلئے بلاضرورت نامحرم عورت کے علاج کیلئے معائنہ کرنا درست نہیں، بلکہ یہ کام کسی لیڈی ڈاکٹر کے سپرد کرنا چاہئے اور حتی المقدور مرد ڈاکٹر کو نامحرم عورت کا معائنہ کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ لیکن اگر کوئی لیڈی ڈاکٹر میسر نہ ہو یا میسر ہو مگر اس کا معائنہ اطمینان بخش نہ ہو تو سخت مجبوری کی حالت میں مرد ڈاکٹر بھی چند شرائط کے ساتھ نامحرم عورت کا معائنہ کرسکتا ہے۔

☆ مریض کے صرف اس حصہ کو دیکھے جہاں بیماری ہو، باقی پورا جسم اچھی طرح پردہ میں چھپا ہوا ہو۔

☆ ڈاکٹر اپنی نظر کو مریضہ نامحرم عورت کے دوسرے اعضاء سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کرے اور حتی المقدور اپنے دل کو بھی شہوت سے بچائے۔

وفی الهندیة: امرأة اصابتها قرحة فی موضع لا یحل للرجل ان ینظر الیه، لا یحل ان ینظر الیها، لکن تعلم امرأة تداویها فان لم یجدوا امرأة تداویها ولا امرأة تتعلم ذٰلک اذا علمت وخیف علیها البلاء او

الوجع او الهلاک فانه یستر منها کل شیٔ الا موضع تلک القرحة ثم یداویها الرجل ویغضّ بصره ما استطاع الا عن ذالک الموضع، ولا فرق فی هذا بین ذوات المحارم وغیرهن لان النظر الیٰ عورة لا یحل بسبب المحرمیة، کذا فی فتاویٰ قاضی خان (۳۳۰/۵)

وفی الدر المختار: (وشرائطها ومداوتها ینظر) الطبیب (الیٰ موضع مرضها بقدر الضرورة) اذا لضرورات تتقدر بقدرها وکذا نظر قابلة وختّان وینبغی ان یعلم امرأة تداویها لأن نظر الجنس الی الجنس اخف وفی الشامیة تحت قوله (وینبغی) الخ فینبغی ان یعلم امرأة تداویها فان لم توجد وخافوا علیها ان تهلک او یصیبها وجع لا تحتمله، یستتروا منها کل شیٔ الا موضع العلة، ثم یداویها الرجل ویغض بصره ما استطاع الا عن موضع الجرح اه فتأمل والظاهر ان ینبغی هنا للوجوب (ج۶، ص ۳۷۱/۳۷۳).

محمد عامر عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴
۷-۴-۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
بندہ عبدالرؤف سکھروی
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴
۷-۴-۱۴۲۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم کراچی ۱۴

الجواب صحیح
محمد عبداللہ عفی عنہ
۷-۴-۱۴۲۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم کراچی ۱۴

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ڈاکٹر کا مریض کو کسی مخصوص لیبارٹری یا ہسپتال کی طرف بھیجنے پر کمیشن وصول کرنا چند شرائط کے ساتھ جائز ہے☆

سوال نمبر 14۔ اگر ڈاکٹر کسی لیبارٹری والے، کسی ایکسرے والے، الٹراساؤنڈ والے یا سی ٹی سکین والے سے کہے کہ اگر میں تمہارے پاس مریض کو ٹیسٹ کیلئے، ایکسرے کیلئے یا سی ٹی سکین

وغیرہ کیلئے بھیجوں تو تم نے مجھے اس ٹیسٹ کی فیس کے اتنے فیصد پیسے دینے ہیں۔ کیا ڈاکٹر کیلئے یہ پیسے لیبارٹری والے، ایکسرے والے یا سی ٹی سکین والے وغیرہ سے لینا جائز ہے؟

جواب: (تمہید) سوالات کے جوابات سے پہلے تمہید کے طور پر بات سمجھ لیں کہ طب اور ڈاکٹری ایک ایسا شعبہ ہے جس میں ڈاکٹر کا مریض کی مصلحت اور اس کی خیر خواہی کو مدِ نظر رکھنا شرعی اور اخلاقی تقاضا ہے۔ اس بناء پر ڈاکٹر اور مریض کے معاملہ کی ہر وہ صورت جو مریض کی مصلحت اور فائدے کے خلاف ہو یا جس میں ڈاکٹر اپنے پیشہ یا مریض کے ساتھ کسی قسم کی خیانت یا بددیانتی کا مرتکب ہوتا ہو، درست نہیں۔ لہٰذا اگر ڈاکٹر اپنے مالی فائدے یا کسی اور قسم کا ذاتی منفعت ہی کو ملحوظ رکھتا ہے اور مریض کی مصلحت اور فائدے سے صرفِ نظر کرتے ہوئے علاج تجویز کرتا ہے تو یہ دیانت کے خلاف ہے، جس کی وجہ سے ڈاکٹر گناہگار ہوگا۔ اور اگر صورتحال ایسی نہیں تو پھر ڈاکٹر گناہگار نہ ہوگا۔ اس تمہید کے بعد سوالات کا جواب ذیل میں ملاحظہ ہو!

جواب: ذکر کردہ تمہید کی روشنی میں ڈاکٹر کا مریض کو مخصوص لیبارٹری یا ہسپتال کی طرف بھیجنا اور پھر اس پر ان سے کمیشن وصول کرنا، چند شرائط کے ساتھ جائز ہے اور وہ شرائط یہ ہیں۔

(۱) اپنے فہم و تجربہ کی روشنی میں ان کی طرف بھیجنا مریض کیلئے زیادہ مفید اور زیادہ تسلی بخش سمجھتا ہو۔

(۲) انہی سے علاج یا ٹیسٹ کروانے پر مریض کو مجبور نہ کیا جاتا ہو۔

(۳) کمیشن فیصد کے اعتبار سے یا متعین رقم کی صورت میں طے ہو۔

(۴) کمیشن ادا کرنے کی وجہ سے لیبارٹری یا ہسپتال والے مریض سے علاج اور ٹیسٹ کے سلسلہ میں کسی قسم کا دھوکہ نہ کرتے ہوں۔ (۵) اس کمیشن کی ادائیگی کا بوجھ ریٹ بڑھا کر مریض پر نہ ڈالا جائے، بلکہ کمیشن دینے والے حاصل شدہ نفع سے کمیشن ادا کریں۔

(۶) مریض کو بلاوجہ اور ضرورت سے زائد ٹیسٹ لکھ کر نہ دیئے جائیں۔

اگر ان شرائط کا لحاظ نہیں کیا جاتا تو پھر ڈاکٹر کیلئے کمیشن وصول کرنا اور لیبارٹری یا ہسپتال والوں کا کمیشن دینا جائز نہیں۔

☆ کمیشن طے کئے بغیر ڈاکٹر کو رقم دینا، ڈاکٹر کیلئے لینا، تفصیل مذکور کے مطابق جائز ہے ☆

سوال نمبر 15۔ بعض دفعہ جب ڈاکٹر کسی مریض کو بھیجتا ہے (**Refer**) کرتا ہے کسی پرائیویٹ ہسپتال یا کسی ٹیسٹ کیلئے یا الٹرا ساؤنڈ کیلئے یا سی ٹی سکین کیلئے تو وہ پرائیویٹ ہسپتال والے، لیبارٹری والے، سی ٹی سکین والے ڈاکٹر کو کچھ رقم دیتے ہیں تو کیا ڈاکٹر کیلئے یہ رقم لینا جائز

ہے؟ اس کو اپنے استعمال میں لاسکتا ہے یا وہ رقم کسی غریب کو دیدے یا اسی مریض کو واپس کردے؟

جواب: اس کے حکم میں وہی تفصیل ہے جو جواب نمبر 14 میں لکھی گئی ہے اور اس تفصیل کے مطابق جس صورت میں کمیشن لینا ڈاکٹر کیلئے جائز ہے تو اس رقم کو استعمال کرنا ڈاکٹر کیلئے جائز ہے۔ مریض کو واپس کرنا یا کسی غریب کو دینا کوئی ضروری نہیں۔ اور جس صورت میں کمیشن لینا ڈاکٹر کیلئے جائز نہیں بلکہ یہ رقم جہاں سے وصول کی ہو وہاں واپس کرنا ضروری ہے۔

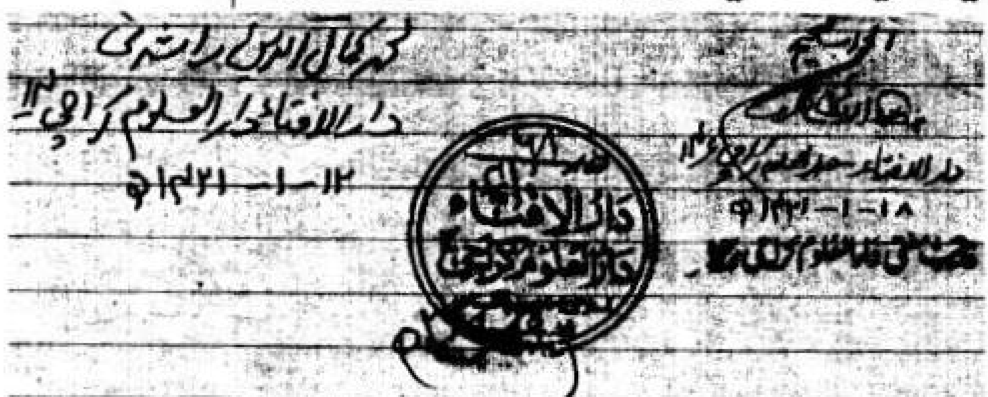
☆ کسی مخصوص کمپنی کی دوائی لکھنے پر ڈاکٹر کا تحائف و کمیشن لینا کیسا ہے؟ ☆

سوال نمبر 16۔ (ج) بعض دفعہ جب ڈاکٹر کسی میڈیکل کمپنی کی دوائی لکھتا ہے اور ڈاکٹر کے علم کے مطابق وہ دوائی اس مریض کیلئے موزوں ہے تو میڈیکل کمپنی والے ڈاکٹر کو مختلف تحائف دیتے ہیں تو کیا وہ تحائف لینا جائز ہے؟ اس میں ڈاکٹر اس کمپنی والوں سے کچھ مطالبہ نہیں کرتا۔

جواب: کسی مخصوص کمپنی کی دواء مریض کو لکھ کر دینا، پھر دواساز کمپنیوں سے کمیشن و دیگر مراعات حاصل کرنا جائز ہے جبکہ اوپر ذکر کردہ شرائط کے ساتھ درج ذیل شرائط کا بھی لحاظ کیا جاتا ہو۔

(۱) محض کمیشن وصول کرنے کی خاطر ڈاکٹر غیر معیاری وغیر ضروری اور مہنگی ادویات تجویز نہ کرے۔

(۲) کسی دوسری کمپنی کی دواء مریض کیلئے زیادہ مفید سمجھتے ہوئے خاص اس کمپنی ہی کی دوا تجویز نہ کرے۔ (۳) دواء ساز کمپنیاں ڈاکٹر کو دیئے جانے والے کمیشن تحفہ اور مراعات کا خرچہ ادویات مہنگی کرکے مریض سے وصول نہ کریں۔ (۴) کمیشن تحفہ و مراعات کی ادائیگی کا خرچہ وصول کرنے کیلئے ادویات کے معیار میں کمی نہ کرے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ نمونے والی ادویات کا ذاتی استعمال کیسا ہے؟ ☆

سوال نمبر 17۔ مختلف ادویات ساز کمپنیاں اپنی ادویات کی فروخت کو بڑھانے کیلئے ڈاکٹر حضرات کو Sample (ادویات کے نمونے) دیتے ہیں اور یہ Sample دینے کے دو مقاصد ہوتے ہیں۔

(۱) اپنی دوائی کا تعارف کروانا۔ (۲) ڈاکٹر کو خوش کرنے کیلئے تا کہ وہ ہماری دوائی لکھے تو کیا

(الف) یہ Sample اپنی ذات کیلئے استعمال کرنا جائز ہے ڈاکٹر کیلئے؟

(ب) یا یہ Sample کسی غریب مریض کو دیدینا جائز ہے؟ Sample لے کر ڈاکٹر ان کی ادویات لکھنے پر مجبور نہیں ہوتا۔

جواب: مسئولہ صورت میں کمپنی کی طرف سے جو دوائیں دی جاتی ہیں وہ اگر ڈاکٹر کو مالک اور قابض بنا کر دی جاتی ہیں تو ان دواؤں کا مالک ڈاکٹر ہے اور اس کیلئے ان کا استعمال جائز ہے۔ اور اگر ڈاکٹر کو مالک بنا کر نہ دی جاتی ہوں بلکہ غریب مریضوں کیلئے دی جاتی ہوں تو پھر ان کا استعمال ڈاکٹر کیلئے جائز نہیں بلکہ مریضوں کو دینا ڈاکٹر کیلئے ضروری ہے۔

☆ کسی دوائی کے تعارف کیلئے ڈاکٹر کا ہوٹل پر جا کر کھانا کھانا جائز ہے ☆

سوال نمبر 18۔ ادویات ساز کمپنیاں ڈاکٹر حضرات کو بڑے ہوٹل پر کھانے کھلاتی ہیں، بعض دفعہ کھانے کے ساتھ بڑے پروفیسر کا لیکچر ہوتا ہے اس دوائی کے موضوع پر اور بعض دفعہ صرف کھانا ہوتا ہے لیکچر نہیں ہوتا۔ کھانا کھلانے کا مقصد بھی ڈاکٹر سے تعلقات بنانا اور اپنی دوائی کا تعارف کرانا ہوتا ہے تو کیا ڈاکٹر کیلئے یہ کھانا کھانا جائز ہے؟

جواب: ڈاکٹر کیلئے یہ کھانا جائز ہے۔

☆ مختلف دوا ساز کمپنیوں کیطرف سے دیئے گئے تحائف ڈاکٹر کیلئے لینا جائز ہے ☆

سوال نمبر 19۔ ادویات ساز کمپنیاں ڈاکٹر حضرات کو مختلف اقسام کے تحائف دیتی ہیں تو (۱) کیا یہ تحائف لینا جائز ہے؟ (۲) کیا یہ تحائف لے کر کسی غریب کی مدد کی جاسکتی ہے؟

جواب: ڈاکٹر کیلئے یہ تحائف جائز ہیں بشرطیکہ ان تحائف کی وجہ سے ڈاکٹر مریض کو غیر معیاری یا مہنگی دوائی لکھ کر نہ دیتا ہو، ورنہ یہ تحائف نہیں ہونگے بلکہ رشوت ہوگی اور ڈاکٹر کیلئے اس کو لینا جائز نہیں ہوگا...... جواز کی صورت میں یہ تحائف ڈاکٹر خود بھی استعمال کرسکتا ہے اور اپنی مرضی سے کسی غریب مریض کو بھی دے سکتا ہے۔

☆ ڈاکٹر کا خود کمپنی سے کمیشن کا مطالبہ کرنا، چند شرائط کیساتھ جائز ہے ☆

سوال نمبر 20۔ بعض دفعہ ڈاکٹر صاحبان ادویات ساز کمپنی والوں سے مطالبے کرتے ہیں، مثلاً یہ آلہ دلوادو یا فلاں چیز دلوادو یا فلاں جگہ کا ٹکٹ دلوادو وغیرہ وغیرہ۔ اس میں بعض دفعہ مریضوں کا فائدہ ہوتا ہے اور بعض دفعہ ڈاکٹر کا اپنی ذات کا فائدہ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر حضرات کا کہنا

ہے یہ کمپنیاں مریضوں سے ادویات میں اتنا زیادہ ناجائز فائدہ حاصل کرتی ہیں اس لئے ان سے مریضوں کیلئے مطالبہ کرنا ٹھیک ہے یا ہماری وجہ سے یعنی ڈاکٹر کی وجہ سے ان کی کمپنی کو اتنا فائدہ ہو رہا ہے، اس لئے ان سے مطالبہ کرنا ٹھیک ہے۔ شرعی لحاظ سے کیا ڈاکٹر اپنی ذات کیلئے یا مریضوں کیلئے کمپنی سے مطالبہ کر سکتا ہے؟

جواب: کسی مخصوص کمپنی کی دوا مریض کو لکھ کر دینا اور پھر دوا ساز کمپنیوں سے کمیشن یا مذکورہ دیگر مراعات حاصل کرنا جائز ہے بشرطیکہ مندرجہ ذیل شرائط کا لحاظ کیا جاتا ہو۔

(الف) محض کمیشن وصول کرنے کی خاطر ڈاکٹر غیر معیاری و غیر ضروری اور مہنگی ادویات تجویز نہ کرے۔

(ب) کسی دوسری کمپنی کی دواء مریض کیلئے زیادہ مفید سمجھتے ہوئے خاص اس کمپنی ہی کی دواء تجویز نہ کرے۔

(ج) دواء ساز کمپنیاں ڈاکٹر کو دیئے جانے والے کمیشن اور مراعات کا خرچہ ادویات کو مہنگی کر کے وصول نہ کریں۔ کمیشن اور مراعات کی ادائیگی کا خرچہ وصول کرنے کیلئے ادویات کے معیار میں کمی نہ کریں۔ (ماخذہ تبویب ۱۸۶/۹۴،۳۶/۹۷ بتصرف) واللہ سبحانہ اعلم



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ دوا ساز کمپنیوں کی طرف سے ڈاکٹر کا سہولیات سے فائدہ حاصل کرنا کیسا ہے؟ ☆

سوال نمبر 21۔ میکٹر فارما پاکستان کی صفِ اوّل کی دوا ساز کمپنیوں میں سے۔ دو سال قبل ادارے نے اپنے "VISION" سازی کے دوران مندرجہ ذیل بنیادی اقدار ادارے پر عائد کرنے پر اتفاق کیا۔ ۱۔ سچائی اور دیانتداری: ۲۔ انصاف: ۳۔ خوش اخلاقی: ۴۔ رزق حلال:

رزق حلال کے حصول کیلئے شریعت کے احکامات کی پابندی اور ادارے کے قوانین کی پابندی اصول ٹھہرائے گئے۔ اور ہر ڈیپارٹمنٹ پر لازم کر دیا گیا کہ اپنے دائرۂ کار میں ان تمام چیزوں کی نشاندہی کریں جس میں شریعہ سے غیر مطابقت کا یقین یا شک ہو اور منصوبہ بندی کے تحت ان تمام کاموں کو شریعہ کے مطابق کیا جائے یا رد کر دیا جائے۔

ادارے کے دو بنیادی ڈیپارٹمنٹ مارکیٹنگ اور فنانس ہیں۔ فنانس میں معاملہ بالکل واضح ہے۔ ہمیں سود ختم کرنا ہے اور ہمیں گورنمنٹ کے Taxes & Duties قانون اور شریعت کے دائرۂ کار میں رہتے ہوئے مکمل ادا کرنے ہیں۔

مارکیٹنگ میں چیزیں اتنی واضح نہیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس خط کے ذریعہ آپ سے شریعت کی روشنی میں مدد اور مشورہ درکار ہے۔

فارماسیوٹیکل مارکیٹنگ کے بارے میں چند الفاظ: ادویات کی مارکیٹنگ کو Indirect Marketing بھی کہا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر (جو مریض کو دوائی لکھتا ہے) دواساز کمپنی کا کسٹمر ہوتا ہے، لیکن Consumer مریض ہوتا ہے۔ پاکستان میں ۵۰۰ سے زائد دواساز کمپنیاں ہیں، ہزاروں Registered ادویات (۱۳۰۰۰ ہزار سے زائد) اور دواساز کمپنیوں کے ہزاروں کارندے (Salds rep) ڈاکٹر حضرات کو اپنی دوائی لکھوانے پر مأمور ہیں۔ ایک سروے کے مطابق ہر دِن ایک مناسب پریکٹس رکھنے والے ڈاکٹر کو ۲۰ سے زیادہ Sales Rep ملتے ہیں جو کم از کم اپنی تین دوائیاں اس ڈاکٹر کو Promote کرتے ہیں۔ اس صورتِ حال میں ایک ڈاکٹر کے کلینک میں ہونیوالی مارکیٹنگ کی جنگ کا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔

غرض یہ کہ ڈاکٹر سے دوائیاں لکھوانے کیلئے دواساز کمپنیاں مختلف طور طریقے اپناتی ہیں۔ مثلاً

1۔ Product Literature: دوائی سے متعلق ضروری معلومات Brochure کی شکل میں ڈاکٹر کو دیئے جاتے ہیں۔ Sales Rep ان کی مدد سے ڈاکٹر کو اپنی پروڈکٹ کی خصوصیات سے آگاہ کرتا ہے۔

2۔ Free of Cost Samples: ڈاکٹر کا اعتماد حاصل کرنے کیلئے ڈاکٹر کو اپنی پروڈکٹ کے Samples فراہم کرتے ہیں۔ اس کے استعمال سے ڈاکٹر کو دوائی کی کوالٹی پر اطمینان بھی ہوجاتا ہے اور بعد میں ان Samples کے دینے سے ڈاکٹر کو دوائی یاد بھی رہتی ہے۔

3۔ Gift/Giveaways: ڈاکٹر کی عام استعمال کی چیزیں مثلاً Pens، Pads، Table Clocks، Files، Torches وغیرہ وغیرہ ان تحائف پر کمپنی کے پروڈکٹس کا نام لکھا ہوتا ہے تاکہ ڈاکٹر کو دوائی کا نام یاد رکھنے میں مشکل نہ ہو۔

مندرجہ بالا Activities میں ظاہری طور پر شریعہ سے غیر مطابقت نظر نہیں آتی۔ البتہ یہ ذمہ داری اپنی جگہ برقرار رہتی ہے کہ کمپنی اس بات کا اہتمام کرے کہ جو کچھ میڈیکل لٹریچر میں لکھا

جارہا ہے، وہ سچ ہے اور اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ اسی طریقے سے اگر دوائی کے Samples دیئے جارہے ہیں (چونکہ ان کو قانوناً فروخت نہیں کیا جاسکتا) کہیں ڈاکٹر یا Sales Rep ان کو بیچ تو نہیں رہا، یا اگر عام استعمال کے تحفے دیئے جارہے ہیں تو ان کی قیمت مناسب ہونی چاہئے نہ کہ یہ کہ انتہائی قیمتی تحائف دیئے جائیں۔

ان Activities کے علاوہ مندرجہ ذیل Marketing Activities ہیں جو موجودہ حالات میں عام رائج ہیں۔ فارما کمپنیاں یہ Services بڑھ چڑھ کر ڈاکٹرز کو Offer کرتی ہیں یا دوسری طرف ڈاکٹرز فارما کمپنیوں سے ان کا بھرپور تقاضا کرتے ہیں۔ معذرت کرنے کی صورت میں ڈاکٹر سے تعلقات خراب ہوجاتے ہیں۔ یعنی اگر تو ڈاکٹر صاحب دوائی لکھ رہے تھے تو لکھنا کم کردینگے یا بند کردینگے اور اگر دوائی پہلے یہ نہیں لکھ رہے تھے تو آئندہ بھی نہیں لکھیں گے۔

4۔ Personal Services: کئی ڈاکٹرز دوائی کو لکھنے کے عوض کسی بھی قسم کی چیز کا تقاضا کرتے ہیں۔ اس میں ڈاکٹر کے گھر یا ذاتی کلینک کے لئے A/c، Fridge، Carpet، فیملی کے ساتھ سیر وتفریح کے اخراجات وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔

5۔ Academic Service: ان سے مراد وہ تمام تحائف (Gifts) جن کا تعلق میڈیکل کے علم سے ہو۔ اس میں میڈیکل کی Text Books، مختلف Specialities کے چھپنے والے قومی اور بین الاقوامی ریسرچ Journals وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے علاوہ ملکی اور غیر ملکی ہونیوالی Medical Conferences میں ڈاکٹر حضرات کو Sponsor کرنا۔ اندرونِ ملک کانفرنس میں اخراجات (جس میں ٹکٹ، رجسٹریشن اور رہائش شامل ہے)۔ تقریباً 30,000 روپے فی ڈاکٹر جبکہ غیر ملکی کانفرنس میں ایک لاکھ سے تین لاکھ تک خرچہ آتا ہے۔

6۔ Ward Services: گورنمنٹ ہسپتال مسلسل فنڈز کی کمی کا شکار رہتے ہیں۔ ان حالات میں میڈیکل وارڈز کی مرمت، رنگ وروغن، Patient Beds یا کسی بھی قسم کے آلات، کمپیوٹرز کی ضرورت پڑنے پر فارما کمپنیوں سے تقاضا کیا جاتا ہے۔ جو کمپنیاں Co-operate کرتی ہیں، ان ہی کی دواؤں کو لکھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر کا کہنا یہاں یہ ہوتا ہے کہ یہ اخراجات ہماری اپنی ذات پر نہیں کئے جارہے، ان سے مریضوں کا بھلا ہوتا ہے۔

دو سال سے ہم نے ایک قدم تو یہ اُٹھایا کہ اپنی تمام دوائیاں جن کی قیمتیں زیادہ تھیں، ان دواؤں کی قیمتوں کو جس حد تک ممکن تھا، کم کردیا۔ اس کے باوجود بھی ڈاکٹرز کے تقاضے اپنی جگہ پر ہیں۔ ایسے

میں شریعت کیا رہنمائی کرتی ہے؟ کیا Academic Service اور Ward Service جائز ہیں کہ نا جائز؟ اور کسی طریقے سے یا کس نیت کے ساتھ کی جائیں تو شرعاً جائز قرار پائیں گی؟

مجھے اس بات کا احساس ہے کہ میری اردو تحریر ضعیف ہے اور اس لئے میں گزارش کرونگا کہ خط پڑھنے کے بعد آپ ضرور کوئی ایسا وقت طے کرلیں جس میں میں آپ سے مل کر اور تفصیل سے ان Marketing Activities کی وضاحت کرسکوں۔

شکریہ! السلام وعلیکم

الجواب حامداً ومصلیاً

سوال میں ذکر کردہ Academic Service اور Ward Service پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ان کا تعلق ڈاکٹرز کی ذات سے ہے، اسی طرح یہ اقدامات مریضوں کے علاج میں بھی بہتری پیدا کرنے میں معاون ثابت ہوسکتے ہیں۔ جیسے میڈیکل کی درسی کتابوں (Text Books، بین الاقوامی جرائد، intenational Journals) کا مطالعہ اور میڈیکل کے حوالے سے ملکی وغیر ملکی کانفرنسوں میں شرکت کر ان سے استفادہ کر کے ڈاکٹر حضرات مریضوں کا علاج زیادہ اچھے انداز میں کرسکتے ہیں۔

اسی طرح Ward Service میں میڈیکل وارڈ کے مطلوبہ سامان کی فراہمی علاج کو کامیاب بنانے میں بہت معاون ہے۔ اس کے علاوہ بعض مرتبہ میڈیکل وارڈ کی مرمت وغیرہ کی بھی کسی حد تک واقعی ضرورت بنانے میں بہت معاون ہے۔ لہٰذا اگر آپ ڈاکٹر حضرات کیلئے مذکورہ خدمات اس نیت سے سرانجام دیں کہ اس میں مریضوں کا بھی فائدہ ہے تو ایسا کرنا جائز ہے۔ البتہ اس میں درج ذیل شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

1۔ ان خدمات کی ادائیگی کا بوجھ ادویات کی قیمتوں میں اضافہ کر کے مریضوں پر نہ ڈالا جائے بلکہ کمپنی کے حاصل شدہ منافع سے یہ خدمات سرانجام دی جائیں۔

2۔ ان خدمات کی ادائیگی کا خرچہ وصول کرنے کیلئے ادویات کے معیار میں کمی نہ کی جائے۔

3۔ یہ خدمات سرانجام دیتے وقت یہ شرط نہ لگائی جائیں کہ ڈاکٹر حضرات ان خدمات کے بدلے اسی کمپنی کی ادویات لکھنے پر مجبور ہونگے، بلکہ انہیں مکمل طور پر آزادی ہو کہ وہ جس دوائی کو مریض کیلئے مفید سمجھیں، وہ لکھ کردیں اور ڈاکٹر حضرات بھی اس کی پابندی کریں کہ کسی دوسری کمپنی کی ادویات مریض کیلئے زیادہ مفید سمجھتے ہوئے خاص اسی کمپنی کی ادویات تجویز نہ کریں۔

4۔ محض ان خدمات کے حصول کیلئے ڈاکٹر اس کمپنی کی غیر ضروری، غیر معیاری اور مہنگی ادویات تجویز نہ کریں، بلکہ اس کمپنی کی ادویات صرف اس وقت لکھیں جب ان کے فہم وتجربہ کی روشنی میں ادویات کا استعمال زیادہ مفید ہو۔ نیز بلاوجہ ضرورت سے زائد ادویات لکھ کر نہ دی جائیں۔

ان شرائط کے علاوہ Ward Service کے سلسلے میں بہتر یہ ہے کہ ڈاکٹر کے کسی مطالبے کے بغیر کمپنی کے افراد خود جا کر وارڈ کا معائنہ کریں اور پھر اس کے لئے مناسب خدمات سرانجام دیں۔ واضح ہو کہ یہ ساری تفصیلات Academic Services اور Ward Service کے متعلق ہیں۔ جہاں تک ذاتی خدمات (Personal Services) کا تعلق ہے، تو ڈاکٹر حضرات کی طرف سے ان کا تقاضا کرنا کسی طرح جائز نہیں اور ان کے تقاضے کی وجہ سے میڈیکل کمپنی کیلئے بھی ان کو مذکورہ خدمات مہیا کرنا جائز نہیں۔ اس سے بچنا لازم اور ضروری ہے، کیونکہ یہ رشوت میں داخل ہے، جس کا لینا دینا حرام ہے۔

لیکن اگر ڈاکٹر حضرات کی طرف سے کسی بھی قسم کے (صراحتاً یا اشارتاً) تقاضے بغیر کمپنی اپنی طرف سے کوئی خدمت کردے اور اس میں درج بالا تمام شرائط پائی جاتی ہیں تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، لیکن آج کل Personal Service کے معاملات میں ان شرائط کی پابندی کرنا بہت ہی مشکل ہوتا ہے، اس لئے ان خدمات کے سرانجام دینے سے بچنا بہرحال بہتر ہے۔ ......واللہ تعالیٰ اعلم:

الجواب صحیح
الجواب صحیح
دارالافتاء دارالعلوم کراچی
الجواب صحیح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علمِ طب حاصل کرنے کی اہمیت اور ضرورت

چند احادیث وآثار سے ثابت ہے

سوال نمبر 22۔ کیا طب کا علم حاصل کرنے کی ترغیب قرآن وحدیث میں آئی ہے؟

جواب: کچھ احادیث اور آثار ایسے ملتے ہیں جن سے علمِ طب کی اہمیت اور ضرورت معلوم ہوتی ہے۔

وفی المشکوٰة: ۲/۳۸۷: وعن جابرؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : لکل داء الدواء برأ باذن اللّٰہ.

وفیہ ایضاً: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : لا تعذبوا صبیانکم بالغمز من العذرة وعلیکم بالقسط، متفق علیہ.

وفیہ ایضاً: بعث رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ ابی ابن کعب طبیباً فقطع منہ عرقا ثم کواہ علیہ. رواہ مسلم.

وفی الطب من الکتاب والسنة: ۱۹۱: عن مجاہد قال سعد: مرضت فاتانی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال: انک رجل مفؤدٌ فأت الحارث بن کلدة من ثقیف فانہ رجل یتطبّب وفیہ ایضاً: ۱۸۰: قال الشافعیؒ: لا اعلم علماً بعد الحلال والحرام أنبل من الطب الخ وقال البقراط وغیرہ: الطب الہام من اللّٰہ.

محمد عامر عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴
۲۲-۶-۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
۲۲-۶-۱۴۲۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم کراچی ۱۴

الجواب صحیح
اصغر علی ربانی
۲۲/۶/۱۴۲۱ھ

(مہر: دارالافتاء دارالعلوم کراچی)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

☆علم الابدان کو جائز طریقہ سے حاصل کرنا جائز ہے☆

سوال نمبر 23۔ علم الابدان کا حاصل کرنا کیسا ہے؟

جواب: علم الابدان ایک جائز علم ہے اس کو جائز طریقے سے حاصل کرنا یعنی اللہ تعالیٰ کی

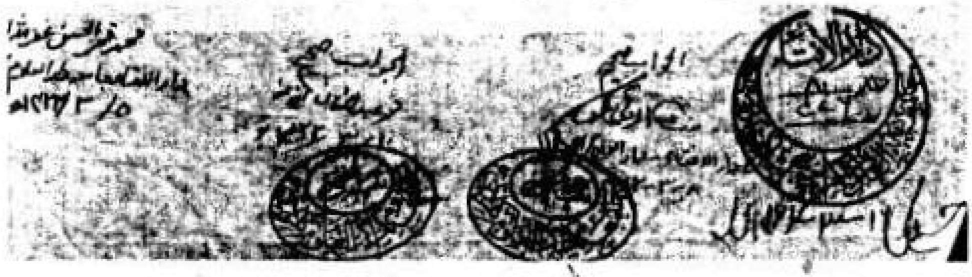
نافرمانی کے کاموں سے بچتے ہوئے حاصل کرنا شرعاً پسندیدہ اور مطلوب ہے اور اگر کوئی بھی اس کا جاننے والا نہ ہو تو اس کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔ (فی ردالمختار ص۴۲ ج۱ بیروت)

واما فرض الكفاية من العلم، فهو كل علم لا يستغنى عنه فى قوام امور الدنيا كالطب. وفى احياء العلوم للغز الى (بيان العلم الذى هو فرض كفاية) اما فرض الكفاية فهو علم لا يستغنى عنه فى امور قوام الدنيا كالطب اذ هو منه ضرورى فى حاجة بقاء الابدان وفيه وهذه هى العلوم التى لو خلا البلد عمن يقوم بها حرج اهل. البلد واذا اقام بها واحد كفى وسقط الفرض عن الاخرين وفيه واما ما يعد فضيلة لا فريضة فالتحق فى رقائق الحساب وحقائق الطب وغير ذلك مما يستغنى عنه.

۲۔ میڈیکل کالج میں مروّج منکرات اور ناجائز امور سے بچتے ہوئے علم الابدان حاصل کرنا جائز ہے۔

۳۔ علم الابدان حاصل کرنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس علم سے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانے کی نیت کرنا چاہئے البتہ منکرات اور ناجائز امور سے بچنا واجب ہے۔ (فی البخاری ص۲ ج۱)

انما الاعمال بالنيات وانما لامرى مانوى الحديث، واللّٰه تعالىٰ اعلم بالصواب.



بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم

☆ مستند ڈاکٹر کیلئے مشورہ فیس لینا جائز ہے۔ ☆

سوال نمبر **24**۔ کیا ڈاکٹر مشورہ فیس لے سکتا ہے؟

جواب: اگر ڈاکٹر مستند ہے یعنی فنِ علاج سے باخبر بھی ہے اور کسی مستند طبیب یا ادارہ نے اسے علاج کرنے کی اجازت واہل قرار دیدیا ہے تو اس کیلئے علاج کرنا اور مشورہ دے کر فیس لینا جائز ہے۔ لیکن یہ فیس مریض کی مالی حالت کو مدِّ نظر رکھ کر لینی چاہئے۔ مرتب حضرت مفتی اعظم پاکستان حضرتِ اقدس حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ نے ''امداد المفتیین ص ۹۷۶'' میں تحریر فرمایا: ''یہ حکیم کی اجرت، جاننے اور تشخیصِ مرض اور تجویزِ نسخہ کی ہے۔ اس میں کسی قسم

کی کراہت نہیں ہے۔ بلاشبہ جائز ہے بشرطیکہ حکیم حکیم ہو یعنی کسی حاذق طبیب نے اس کو علاج کرنے کی اجازت دی ہو، ورنہ معالجہ کرنا جائز نہیں"۔

☆ بلاضرورت مریض کو مطمئن کرنے کیلئے انجکشن یا ڈرپ لگانا جائز نہیں ☆

سوال نمبر 25۔ کیا ڈاکٹر مریض کو مطمئن کرنے کیلئے ڈرپ یا انجکشن لگا سکتا ہے؟ جبکہ مریض کو اس کی ضرورت نہ ہو، صرف مریض کے ذہنی اطمینان کیلئے ڈرپ یا انجکشن بعض دفعہ لگانا پڑتا ہے۔

جواب: ڈاکٹر کا مریض کو صرف اس بنیاد پر ڈرپ یا انجکشن لگانا کہ مریض مجھ سے مطمئن ہو اور آئندہ بھی مجھ سے رجوع کرتا رہے، مریض پر بلاضرورت اور بغیر اس کی مرضی کے اضافی بوجھ ڈالنے اور دھوکہ میں داخل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ لیکن اگر ڈرپ طاقت کی ہے اور ڈاکٹر یہ سمجھتا ہے کہ مرض سے جو کمزوری واقع ہوئی یہ ڈرپ یا انجکشن اس کے ازالہ میں معاون ہے یا ڈرپ یا انجکشن سے کچھ ذہنی سکون و آرام میسر آسکتا ہے جس سے اس کا موجودہ مرض دور ہونے میں معاون ثابت ہوسکتا ہے یا ڈاکٹر مریض سے صراحۃً یہ کہہ دے کہ بیماری کے ازالے کیلئے تو ڈرپ یا انجکشن کی ضرورت نہیں، تاہم آپ چاہیں تو اسے لگایا جاسکتا ہے۔ پھر مریض اجازت دیدے تو ان صورتوں میں ڈاکٹر کیلئے ڈرپ یا انجکشن لگانے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

☆ ایک مریض کی ذاتی بچی ہوئی ادویات

بلا اِجازت دوسرے مریض کیلئے استعمال کرنا جائز نہیں ☆

سوال نمبر 26۔ کیا ڈاکٹر ایک مریض کی بچی ہوئی ادویات بغیر اس مریض سے اجازت لئے، دوسرے مریض کیلئے استعمال کرسکتا ہے؟

جواب: اگر یہ ادویات مریض کی ملکیت تھیں یعنی خود اس نے اپنے پیسوں سے خریدی تھیں یا سرکاری ہسپتال سے اس کو ملکیۃً دیدی گئی تھیں تو اس کی اجازت کے بغیر دوسرے مریض کو دینا جائز نہیں اور اگر اس کی ملکیت نہیں تھیں تو دوسرے مریض کو بھی یہ دواء استعمال کرائی جاسکتی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

احقر شاہ محمد تفضل علی
دارالافتاء دارالعلوم کراچی
۲۱/۶/۲۴ھ

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

الجواب صحیح
نائب مفتی دارالعلوم کراچی

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

☆ڈاکٹر کیلئے غلط میڈیکل سرٹیفکیٹ بنا کر دینا جائز نہیں☆

سوال نمبر 27۔کیا ڈاکٹر غلط میڈیکل سرٹیفکیٹ یا میڈیکولیگل سرٹیفکیٹ دے سکتا ہے؟اور اگر نہیں دے سکتا تو اس گناہ کی کیا سزا ہے؟

جواب: کسی ڈاکٹر کا ایسے شخص کو میڈیکل سرٹیفکیٹ یا میڈیکولیگل سرٹیفکیٹ دینا جو اس کا مستحق نہ ہو یا اس سے غلط بیانی سے کام لینا، شرعاً جائز نہیں۔اس لئے کہ یہ جھوٹ اور دھوکہ ہے جو بڑا گناہ ہے اور قانوناً بھی جرم ہے جس پر حکومت اپنی صوابدید سے کوئی مناسب سزا تجویز کر سکتی ہے۔شریعت میں اس کو کوئی خاص سزا مقرر نہیں ہے۔تاہم ایسے شخص کو چاہئے کہ صدق دل سے توبہ کرے اور آئندہ اس سے بچنے کا پکا عزم کر لے۔واللہ اعلم۔

الجواب صحیح

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

☆ڈاکٹر مریض کی جان بچانے کیلئے نماز قضاء کر سکتا ہے☆

سوال نمبر 28۔اگر مریض کی حالت کافی خراب ہو اور ڈاکٹر کا وہاں یعنی مریض کے پاس ہونا ضروری ہو تو کیا ڈاکٹر اس صورت میں نماز قضا کر سکتا ہے تاکہ مریض کی جان بچ جائے۔

جواب: اگر مریض کی حالت خراب ہو اور مریض کی جان کو خطرہ ہو تو اس صورت میں ڈاکٹر مریض کی جان بچانے کی خاطر نماز قضا کر سکتا ہے۔

۶۲/۲ فی الدر ومن العذر العدو فی الرد لجواز تأخیر الوقتیه عن وقتها وخوف القابلة موت الولد لانه علیه الصلاة والسلام أخرها یوم الخندق ۳۰۳/۱ فی حاشیة الطحطاوی (قوله وخوف القابلة موت الولد) اما اذا ظنت ذلک یجب علیها التأخیر ابو السعود فی الشرح المذکور.

☆وارڈ میں ڈیوٹی کے دوران ڈاکٹر نماز باجماعت ادا کرنے کیلئے جا سکتا ہے☆

سوال نمبر 29۔ جب کسی ڈاکٹر کی وارڈ میں ڈیوٹی ہو تو کیا وہ ڈاکٹر مسجد میں نماز باجماعت کیلئے جا سکتا ہے؟ اس میں مختلف صورتیں ہیں۔ (۱) وارڈ میں کوئی اور ڈاکٹر نہ ہو۔ (۲) وارڈ میں اور ڈاکٹر موجود ہوں۔ (۳) وارڈ میں کوئی اور ڈاکٹر نہ ہو اور سب مریضوں کی حالت صحیح ہو۔

جواب: وارڈ میں ڈیوٹی کے دوران ڈاکٹر نماز باجماعت ادا کرنے کیلئے جا سکتا ہے اور اگر وارڈ میں کوئی ڈاکٹر نہ ہو اور مریض کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو نماز جماعت سے مؤخر کر کے پڑھ لیں۔ بصورتِ دیگر جب وارڈ میں دوسرے ڈاکٹر ہوں تو اس صورت میں نماز باجماعت ادا کرنے کیلئے مسجد میں جایا جا سکتا ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب مسجد میں فرائض پر اکتفاء کریں اور سنتیں نفلیں وارڈ میں آ کر ادا کریں جبکہ مریضوں کو ان کی ضرورت ہو۔

۱/۸۳ فی الهندیه: والصحیح انها تسقط بالمطور والطیف ...... او کان قیما مریض.

۲/۷۰ فی الدر: ولیس للخاص ان یعمل لغیره ولو عمل نقص من اجرته بقدر ما عمل فتاوی النوازل وفی الشامیة (قوله ولیس للخاص أن یعمل لغیره) بل ولا أن یصلی النافلة: قال فی التاتار خانیه: وفی فتاوی الفضلی واذا استأجر رجلا یوما یعمل کذا فعلیه ان یعمل ذلک العمل الی تمام المدة ولا یشغل بشیئ آخر سوی المکتوبة وفی فتاویٰ سمرقند: وقد قال بعض مشایخنا له ان یؤدی السنة ایضا: واتفقوا انه لا یؤدی نفلا وعلیه الفتویٰ.

☆مریض سے نماز کن صورتوں میں ساقط ہوتی ہے؟☆

سوال نمبر 30۔ کن صورتوں میں مریض پر نماز ساقط ہو جاتی ہے؟

جواب: بیمار شخص جب کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے تو بیٹھے بیٹھے رکوع وسجدہ سمیت نماز پڑھے اور اگر رکوع وسجدہ کرنے کی بھی قدرت نہ تو بیٹھ کر رکوع وسجدہ کے اشارے سے نماز پڑھے اور اگر بیٹھے بیٹھے بھی نماز ادا کرنے کی بھی طاقت نہ ہو تو چت لیٹ کر گھٹنے کھڑے رکھے یا قبلہ کی طرف رخ کر کے کروٹ پر لیٹ کر سر کے نیچے تکیہ رکھ کر پھر سر کے اشارے سے رکوع وسجدہ کر کے نماز پڑھے۔ اور اگر سر کے اشارے کی بھی طاقت نہ ہو تو نماز مؤخر ہو جائیگی۔ پھر اگر پانچ نمازوں

تک یہی حالت رہے اور ٹھیک ہو جائے تو قضاء پڑھنا واجب ہے اور اگر اس حال میں انتقال ہو جائے تو قضا ضروری نہیں اور فدیہ کی وصیت بھی واجب نہیں اور اگر پانچ نمازوں سے زیادہ یہی حالت رہے تو قضاء نہیں ہے معاف ہے۔ اسی طرح اگر پانچ نمازوں کے وقت سے زائد مجنون یا بے ہوش رہے تب بھی ان اوقات کی نمازوں کی قضاء اور فدیہ نہیں ہے وہ معاف ہیں۔

اذا تعذر على المريض كل القيام صلى قاعد ابركوع وسجود الركوع والسجود صلى قاعدا بالايماء مستلقيا او على جنبه الاول اولىٰ ويجعل تحت راسه وسادة ليصير وجهه وجهة الى القبله وان تعذر الايماء وأخرت عنه مادام يفهم الخطاب نور الايضاع ملخصا١٠٢

١٠٣ اذا عجز المريض عن القيام صلى قاعدا يركع ويسجد كذا في الهدايه ولو قدر على القيام متكئاً الصحيح انه يصلى قائما متكئاً ولا يجزيه غير ذالک وكذا كل لو قدر على ان يعتمد على عصا أو على خادم له فانه يقوم ويتكي كذا في التبيين ثم اذا صلى المريض قاعدا كيف يقعد الاصح أن يقعد كيف يتيسر عليه هكذا في السراج وان عجز عن القيام والركوع والسجود وقدر يصلى قاعدا بايماء وان تعذر القعود او ما بالركوع والسجود وان اضطجع على جنبه ووجهه الى القبله واومأ جاز والاول اولىٰ كذا في الكافي وان لم يستطع على جنبه الايمن فعلى الايسر كذا في السراج ووجهه الى القبله كذا في القنيه واذا عجز المريض عن الايماء بالرأس في ظاهر الرواية يسقط عنه فرض الصلاة ولا يعتبر الايماء بالعينين والحاجبين ان زاد عجزه على يوم وليلة لا يلزمه القضاء وان كان دون ذلک يلزمه كما في الاغماء وهو الاصح وان مات من ذلک المرض لا شئ عليه ولا يلزمه فدية كذا في المحيط هنديه ملخصاص ١٣٢ ص ١٣٧

ومن جن او اغمي عليه خمس صلوات قضى ولو اكثر لا (نور الايضاح ص ١٠٣ ج) من تعذر عليه القيام أي كله لمرض او وجد

لقيمه ألحا شديدا صلى قاعدا ولو مستندا الى وسادة اوْ انسان كيف يشاء لان المرض اسقط عنه الاركان وقال زفر كالمتشهد قيل وبه يفتى بركوع وسجود وان قدر على بعض القيام ولو متكئاً على عصا او حائط قام وان تعذر الاالقيام اومأ قاعدا وافضل من الايماء قائما لقربه من الارض ويجعل سجود اخفض من ركوعه ولا يرفع الى وجه شيأ يسجد عليه فان فعل وهو يخفض براسه بسجود اكثر من ركوعه صح والا لا وان تعذر القعود او ما مستلقيا على ظهره ورجلاه نحو القبله غير انه ينصب ركبتيه لكراهته مد الرجل الى القبله ويرفع راسه يسيرا ليصير وجهه اليها والاول افضل وان تعذر الايماء براسه وكثرت الفوائت بان زادت على يوم وليلة سقط القضاء عنه وعليه الفتوىٰ الدرا المختار ص ٩٥/٢ ملخصا ٩٩/٢

☆ڈاکٹر کا ڈیوٹی کے دوران دینی کام کرنا کیسا ہے؟☆

سوال نمبر 31۔کیا ڈاکٹر ڈیوٹی کے دوران دین کا کوئی کام کرسکتا ہے؟

جواب: گورنمنٹ کا ملازم شرعاً گورنمنٹ کا اجیر خاص ہے اور اجیر خاص کے لئے اصول یہ ہے کہ وہ اوقات ملازمت میں ملازمت کے منافی کوئی دوسرا کام نہیں کرسکتا البتہ اگر ڈیوٹی کے دوران وقت کو فارغ پائیں اور اس میں ملازمت اور مریضوں کے حق میں کوئی حرج نہ ہو تو اس وقت دین کا کوئی کام مناجات، دعا، ذکر، تلاوت وغیرہ کرنے کی گنجائش ہے۔

٧٠/٦ فى الدر المختار وليس للخاص أن يعمل لغيره ولو عمل نقص من اجرته بقدر ما عمل وفى الشامية (قوله ولو عمل نقص من اجرته الخ) قال فى التاتار خانيه نجار استؤجر الى الليل فعمل لاخر دواة بدرهم وهو يعلم فهو اثم وان لم يعلم فلا شئ عليه وينقص من اجر النجار بقدر ما عمل فى الدواة.

٧٩/٨ فى البحر الرائق: وحكم أجير الواحد أنه امين فى قولهم جميعا حتى ان ما هلک من عمله لا ضمان عليه فيه الا اذا خالف فيه والخلاف ان يامره بعمل فيعمل غيره فيضمن ماتو لدمنه حينئذ

هكذا في شرح الطحاوي وسمى الاجير خاصا ووحده لانه يختص بالواحد وليس له ان يعمل لغيره ولان منافعه صارت مستحقة لغيره والاجر مقابل بها فيستحقهٗ ما لم يمنع مانع من العمل كالمرض والمطر ونحو ذلک مما يمنع التمكن.

☆ ڈاکٹر کیلئے چھٹی لیکر جہاد یا تبلیغ کیلئے جانا جائز ہے ☆

سوال نمبر 32۔ کیا ڈاکٹر چھٹیاں لے کر یا کر کے جہاد کیلئے یا تبلیغی جماعت کے ساتھ جا سکتا ہے۔ اس میں دو صورتیں ہیں۔ (الف) پیچھے مریضوں کا حرج نہ ہو۔ (ب) مریضوں کا حرج ہو اور انہیں پریشانی اُٹھانی پڑی ہے۔ ڈاکٹر کا اپنے ایمان کو بنانے کیلئے اللہ کے راستے میں جانا ضروری ہے۔ اگر وہ نہیں جاتا تو گندے ماحول کے اثرات کی وجہ سے نمازیں تک چھوڑ بیٹھتا ہے۔

جواب: اگر قانونی طور پر آپ کی چھٹی منظور ہوتی ہے تو چھٹی کے ان ایام میں آپ کوئی کام کر سکتے ہیں چاہے اصلاح نفس، جہاد، تبلیغ وغیرہ سے متعلق ہو چاہے کوئی اور کام ہو اور تعطیلات کے دوران چونکہ ملازم اپنے ذمہ سپرد کردہ کام کا پابند نہیں ہوتا، لہٰذا اگر اس فارغ وقت کو اپنے کسی بھی کام میں لگائے تو اس کی شرعاً گنجائش ہے بشرطیکہ آپ کے اور گورنمنٹ کے درمیان طے شدہ معاہدہ کی خلاف ورزی لازم نہ آئے۔ واللہ تعالیٰ عالم بالصواب

[illegible] عفی عنہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۲ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
احقر محمد تقی عثمانی
۲ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
محمود اشرف غفراللہ
۲-۴-۱۴۲۱ھ
نائب مفتی دار العلوم کراچی

دار الافتاء دار العلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ ڈاکٹر کا غیر مسلم این جی او کے فلاحی ہسپتال میں ملازمت کرنا جائز ہے ☆

ایک مسئلہ ذہن میں آیا جس کے متعلق علمائے کرام سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

عیسائیوں نے اپنے دین کی تبلیغ کے لئے پوری دنیا میں فلاحی اداروں کا ایک جال بنایا ہوا

ہے ان اداروں میں اور اسی طرح کے ادارے مثلاً این جی او، فلاحی ہسپتال، ڈسپنسریاں، سکول وکالج وغیرہ شامل ہیں۔ ان اداروں کا اصل مقصد اپنے دین کا فروغ ہے۔ ان اداروں کو فنڈ وغیرہ بھی بیرونی ممالک سے ہی ملتا ہے۔

سوال نمبر 33۔ کیا؟ ان اداروں میں ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے کام کرنا جائز ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص ان اداروں میں بحیثیت ڈاکٹر ملازمت کرتا ہے اور اس کا کام صرف مریضوں کا علاج کرنا ہے تو اس کی یہ ملازمت فی نفسہٖ جائز ہے اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حلال ہے لیکن اگر یہ ادارہ والے اپنے ہسپتال میں بلاواسطہ طور پر عیسائیت کی تبلیغ کرتے ہیں اس صورت میں مذکورہ ڈاکٹر کیلئے یہاں ملازمت کرنا بہتر نہیں ہے کیونکہ اس میں ایک طرح سے ان سے تعاون ہے اسے چاہئے کہ دوسری مناسب ملازمت تلاش کرے اور جیسے ہی کوئی مناسب ملازمت مل جائے تو یہ ملازمت چھوڑ دے۔

☆ مریض کیلئے غیر مسلم این جی او کے فلاحی ہسپتال سے علاج ☆

سوال نمبر 34۔ کیا ان اداروں میں علاج معالجہ جائز ہے؟ (جبکہ نزدیک کوئی اچھا ہسپتال موجود نہ ہو)، ان ہسپتالوں میں زیادہ تر عملہ عیسائی ہے اور زچگی وغیرہ کے معاملات عیسائی عورتیں ہی سنبھالتی ہیں (جبکہ مسلمانوں کے ہسپتالوں میں مرد حضرات یہ کام انجام دیتے ہیں)۔ ایسی صورت میں حاملہ خاتون کو کس جگہ لے جانا بہتر ہے؟

جواب: ان اداروں کے قائم کردہ ہسپتالوں میں علاج کرانے کا حکم یہ کہ عام حالات میں ان ہسپتالوں میں علاج کرانے سے بچنا چاہئے البتہ اگر شدید مجبوری ہو مثلاً قریب میں اس ہسپتال کے علاوہ کوئی دوسرا ہسپتال نہ ہو یا ہو تو لیکن اس میں اچھے ماہر ڈاکٹر نہ ہوں یا وہ صورت ہو جو آپ نے سوال میں لکھی ہے کہ ان کے ہسپتال میں ڈلیوری کا کیس عورت کرتی ہے اور دوسرے ہسپتال میں ڈلیوری کا کیس مرد کرتا ہے تو ایسی صورت میں ان اداروں کے قائم کردہ ہسپتال میں علاج کرانا جائز ہے۔

الجواب صحیح
محمود اشرف غفراللہ
۱۵-۱۲-۱۴۲۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم کراچی

خلیل احمد علی عنہ
دارالافتاء دارالعلوم کراچی
۱۴-۱۲-۱۴۲۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

☆ ہومیو پیتھک ڈاکٹر کا قانونی اجازت کے بغیر ایلو پیتھک پریکٹس کرنا جائز نہیں ☆

سوال نمبر 35۔ ایک شخص کو ہومیو پیتھک کی پریکٹس کی اجازت ہے اور اس کو حکومت کی طرف سے ایلو پیتھک کی پریکٹس کرنے کی اجازت نہیں ہے لیکن یہ شخص ہومیو پیتھک کی سند کی آڑ میں ایلو پیتھی کی پریکٹس بھی کرتا ہے کیا اس کا یہ فعل جائز ہے۔

سوال نمبر 36۔ بہت سے لوگوں کو حکومت کی طرف سے پریکٹس کرنے کی اجازت نہیں ہے لیکن یہ لوگ ڈاکٹری کی پریکٹس کرتے ہیں کیا اس کا فعل جائز ہے اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حلال ہے۔

جواب: (35,36) بغیر سند کے پریکٹس کرنا یا ہومیو پیتھک کی سند پر ایلو پیتھی کی پریکٹس کرنا جائز نہیں اس لئے کہ ان دونوں صورتوں میں قانون کی خلاف ورزی لازم آتی ہے جو نا جائز ہے، البتہ اگر کوئی ایلو پیتھی یا کسی دوسرے طریقہ سے علاج کرنا صحیح طور سے جانتا ہو اس کے مطابق واقعۃً صحیح علاج کرتا ہو تو ایسے علاج سے حاصل شدہ آمدنی حلال ہے لیکن قانون کی خلاف ورزی کا گناہ پھر بھی ہوگا جس سے اس کو بچنا چاہئے اور اگر وہ صحیح طور سے علاج کرنا ہی نہیں جانتا اور اس کے مطابق صحیح علاج نہیں کرتا تو اس کی آمدنی حلال نہ ہوگی اور قانون کی خلاف ورزی کے گناہ کے علاوہ لوگوں کو ڈاکٹر ہونے کا دھوکہ دینے یا کام میں کوتاہی رہنے کا گناہ بھی ہوگا جس سے اس کو بچنا لازم ہے (ماخذہ تبویب ۱۰۰/۱۰۳ و ۷۵/۴۲۶)

فی الدر المختار بل یمنع مفت ماجن یعلم الحیل الباطلة کتعلیم الردة لتبین من زوجها ولتسقط عنها الزکاة وطبیب جاهل.

وفی رد المختار: بان یسقیهم دواء مهلکا واذا قوی علیهم لا یقدر علی ازالة ضرره (۲/۱۴۷) واللّٰه اعلم.

احقر محمد ہدایت عفی عنہ
دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴
۱۴۲۲-۱-۱۲ھ

الجواب صحیح
[illegible]
دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴
۱۴۲۲-۱-۱۲ھ
نائب مفتی دار العلوم کراچی ۱۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆حکومت کی مقرر کردہ پرچی فیس سے زیادہ رقم لینا درست نہیں☆

سوال نمبر 37۔ بنیادی مرکز صحت کی مختلف ضروریات ہوتی ہیں مثلاً ادویات، پانی اور ٹیوب لائٹیں وغیرہ وغیرہ اور حکومت یہ اشیاء فراہم کرنے کے لئے ٹال مٹول کرتی رہتی ہے تو کیا ڈاکٹرز پرچی فیس دو روپے سے بڑھا کر پانچ روپے لے سکتا ہے اور زائد رقم کو بنیادی مرکز صحت کی مذکورہ بالا ضروریات پر لگادے اس کا یہ فعل جائز ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں ڈاکٹر کے لئے پرچی فیس دو روپیہ سے زیادہ لینا درست نہیں البتہ اگر کوئی مریض اپنی خوشی سے بطور عطیہ کچھ رقم اس مد میں دے تو اس کو لینا اور احتیاط سے ان ضروریات میں استعمال کرنا درست ہے تاہم ضروریات کی چیزیں حکومت سے قانونی طور پر حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

☆حکومت کی اجازت کے بغیر ڈاکٹر کا ہسپتال کی بجلی کو اپنی رہائش کیلئے استعمال کرنا جائز نہیں☆

سوال نمبر 38۔ ڈاکٹر کی سرکاری رہائش ہسپتال کے بالکل قریب ہے اور اس کے سرکاری رہائش پر بجلی نہیں ہے اور نہ گورنمنٹ اس کو بجلی لگا کر دیتی ہے۔ گورنمنٹ ٹال مٹول کرتی رہتی ہے تو کیا ڈاکٹر ہسپتال سے بجلی لے سکتا ہے اور بل کی رقم اندازے سے ہسپتال کی ضروریات پر لگادے کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

جواب: حکومت کی اجازت کے بغیر سرکاری ہسپتال کی بجلی ڈاکٹر کے لئے اپنی رہائش گاہ پر لے جانا جائز نہیں۔

فی القرآن المجید: یا ایھا الذین امنوا اطیعو اللّٰہ وأطیعوا الرسول وأولی الامر منکم ...... الآیة. سورة النساء

فی التفسیر المظھری عن أبی ھریرةؓ قال: ھم الامراء وفی الفظ ھم امراء السرایا ھذا لفظ عام یشتمل الملوک وامراء الاحصار والقضات وامراء السرایا والجیوش.. (۲/۱۵۱ واللّٰہ تعالٰی اعلم).

الجواب صحیح

۲۲/۱۱/۱۴۲۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ پانی کے استعمال سے بیماری کے بڑھنے کا خطرہ ہوتو تیمم کرسکتا ہے ☆

سوال نمبر 39۔ کیا بخار کی حالت میں مریض تیمم کرسکتا ہے؟

جواب: اگر پانی کے استعمال سے مرض کے بڑھ جانے کا غالب گمان ہوتو مریض تیمم کرسکتا ہے۔

☆ ایسا مریض جو خود وضو و غسل نہ کرسکتا ہو نہ ہی اس کی مدد کرنے والا کوئی ہو تو تیمم کرسکتا ہے ☆

سوال نمبر 40۔ بعض مریضوں کیلئے پانی نقصان دہ نہیں ہوتا لیکن وضو کرنے یا غسل کرنے کی ان کے اندر ہمت نہیں ہوتی، جیسے دل کے مریض۔ تو کیا ایسی صورت میں تیمم کرنا جائز ہے۔

جواب: اگر ایسا شخص جسے خود وضوء یا غسل کرنا مشکل ہو جیسے دل کا مریض وغیرہ، لیکن کسی دوسرے شخص سے مدد لے سکتا ہو اور وہ دوسرا شخص با آسانی اس کی مدد کردیتا ہو تو ایسی صورت میں اس شخص کیلئے تیمم کرنا درست نہیں۔ لیکن اگر ایسا کوئی مدد کرنے والا موجود نہ ہو تو اس کیلئے تیمم جائز ہوگا۔

☆ غسل کا تیمم وضوء کیلئے کافی ہوگا ☆

سوال نمبر 41۔ کیا اگر غسل کیلئے تیمم کیا تو وضو بھی ہوجائے گا۔

جواب: غسل کا تیمم وضوء کیلئے بھی کافی ہوگا۔

☆ پینٹ والی دیوار پر اگر گرد وغبار ہو تو تیمم کرنا جائز ہے ☆

سوال نمبر 42۔ کیا اگر دیوار پر پینٹ ہوا ہو تو اس پر تیمم ہوجائے گا؟

جواب: اگر دیوار پر پینٹ کیا ہوا ہو تو اس پر تیمم کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر ایسی دیوار پر گرد وغبار لگا ہوا ہو تو اس پر تیمم کرنا درست ہے۔

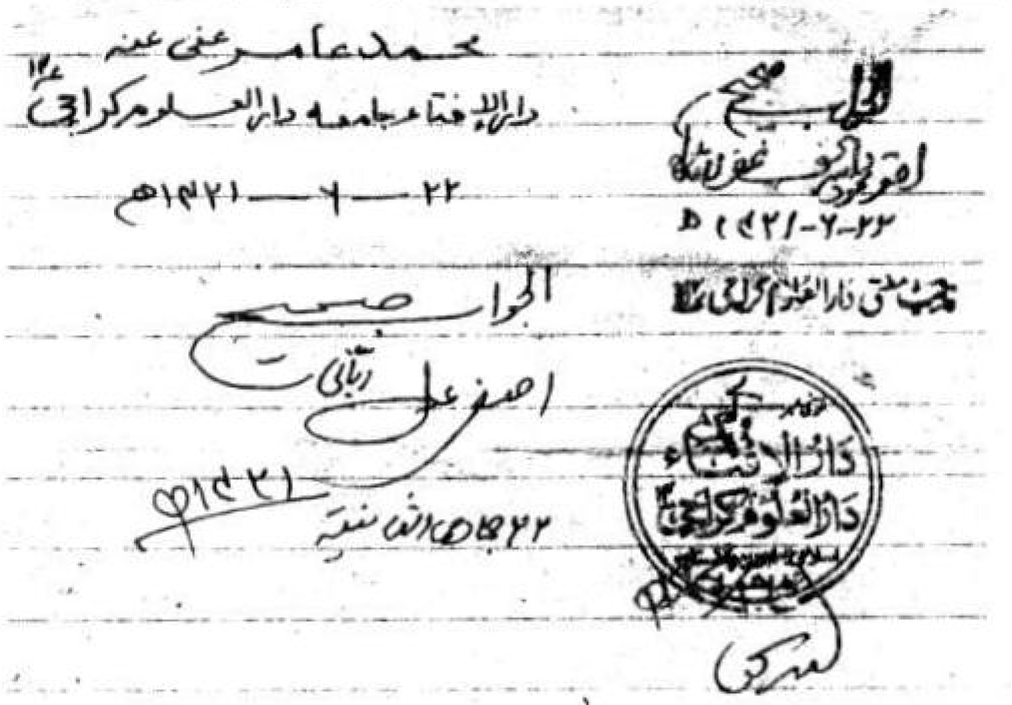
☆ پکی اینٹ یا سیمنٹ پر تیمم جائز ہے ☆

سوال نمبر 43۔ کیا پکی اینٹ یا سیمنٹ پر تیمم ہوجاتا ہے؟

جواب: پکی اینٹ یا سیمنٹ پر تیمم ہوجاتا ہے۔

وفی الهندیة: ۲۸/۱: ولو کان یجد الماء الا أنه مریض یخاف ان استعمل المآء اشتد مرضه او ابطأ برئهٗ یتیمم //// فان وجد خادماً او یستاجر به أجیراً أو عنده من لو استعان به اعانه فعلی ظاهر المذهب انه لا یتیمم لانه قدر کذا فی فتح القدیر، ویعرف الخوف إمّا بغلبة الظن عن امارة أو تجربة أو أخبار طبیب حاذق مسلم غیر

ظاهر الفسق. وفی الشامية: ۲۴۸/۱: قال فی الوقاية: اذا كان به حدثان كالجنابة وحدث يوجب الوضوء ينبغی ان ينوی عنهما فان نوی عن احدهما لا يقع عن الآخر، لكن يكفی تيمّم واحد عنهما.
وفی الهندية: ۲۷/۱: فيجوز التيمم بالتراب والرمل //// وبالآجر المشوی وهو صحيح كذا فی البحر وهو ظاهر الرواية ويجوز بالغبار مع القدرة علی الصعيد. وفی الهندية: ۵۳/۱: ويجوز التيمم عند ابی حنيفة ومحمد رحمهما، بكل ما كان من جنس الارض كالتراب والرمل والحجر والجص الخ وكذا يجوز بالغبار مع القدرة علی الصعيد. والله سبحانه تعالیٰ اعلم.
محمد عامر عفی عنه دار الافتاء جامعه دار العلوم كراچی نمبر ۱۴.



بسم الله الرحمٰن الرحيم

☆جس مریض کو پیشاب کی نالی لگی ہو وہ نماز کیسے پڑھے؟☆

سوال نمبر 44۔ (الف) جس مریض کو پیشاب کی نالی لگی ہو وہ نماز کیسے پڑھے۔ پیشاب والی نالی کے ذریعے پیشاب مثانہ سے بیگ میں آتا رہتا ہے جیسے بنتا ہے فوراً بیگ میں آجاتا ہے اس پر مریض کا کوئی کنٹرول نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح۔
(ب) بعض مریض کی چھوٹی آنت (ILostomy) یا بڑی آنت (Clostomy) کو پیٹ پر جوڑ دیتے ہیں اور اس کے ساتھ بیگ لگا دیتے ہیں مقصد والے راستے کو عارضی طور پر اور

بعض صورتوں میں مکمل طور بند کرنا پڑتا ہے۔ اس صورت میں جو گندگی بنتی ہے اس میں بھی مریض کا کوئی کنٹرول نہیں ہوتا ہے اسی طرح وہ بیگ میں آجاتی ہے۔

(ج) بعض دفعہ مریض کے سینے میں ٹیوب ڈالی جاتی ہے اسمیں سے بھی پانی نکلتا رہتا ہے۔

ان ساری مذکورہ صورتوں میں مریض کے لئے وضواور نماز کے کیا احکامات ہوں گے؟

جواب: (الف، ب) پہلے اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر مریض کا مذکورہ عذر اتنے وقت بھی منقطع نہیں ہوتا کہ وضوء کر کے نماز پڑھ سکے اور اسی حالت میں نماز کا ایک کامل وقت گذر جائے تو ایسا شخص شرعاً معذور ہے اور ایسے شخص کے وضوء اور نماز کے بارے میں حکم یہ ہے کہ ایسا شخص ایک نماز کے وقت میں ایک مرتبہ وضوء کرلے پھر اس وضوء سے اس وقت میں جتنی چاہے فرض اور نفل نمازیں ادا کر سکتا ہے پھر وقت ختم ہونے سے وضوء بھی ختم ہو جائیگا پھر دوسرے وقت کے لئے اس شخص کو دوبارہ وضوء کرنا ہوگا۔

البتہ اس معذوری کے حکم کے باقی رہنے کی شرط یہ ہے کہ مذکورہ عذر آئندہ نماز کے وقتوں میں ہر وقت میں کم از کم ایک مرتبہ ضرور پایا جائے اور اگر نماز کا ایک کامل وقت ایسا گزر گیا کہ اس میں ایک مرتبہ بھی مذکورہ عذر نہ پایا گیا تو اس وقت معذور کا حکم ایسے شخص سے ختم ہو جائیگا پھر دوبارہ شرعی معذور بننے کیلئے مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق عذر کا پایا جانا ضروری ہے۔

جواب: (ج) تیسری صورت واضح نہیں کہ سینہ سے نکلنے والا پانی کیسا ہے؟ اور کس جگہ سے نکل رہا ہے؟ کسی زخم وغیرہ سے تو نہیں نکل رہا؟ وضاحت کر کے جواب معلوم کرلیں۔

وفي الدر المختار ۳۰۵/۱: وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكن إمساكه او استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحضاة أو بعينه رمد أو عمش أو غرب وكذا كل ما يخرج بوجع ولو من اذن وثدي سردة ان استوعب عذره تمام وقت صلوة مفروضة بأن لا يجد في جميع وقتها زمنا يتوضا أو يصلي فيه خاليا عن الحدث ولو حكما لان الانقطاع اليسير ملحق بالعدم.

وفي الهنديه: ۴/۱: شرط ثبوت العذر ابتداء ان يستوعب استمرار وقت الصلوٰة كاملاً ...... شرط بقائه ان لا يمضي عليه وقت فرض الا والحدث الذي ابتلي به يوجد فيه ...... والله سبحانه تعالىٰ اعلم.

محمد عامر عفی عنہ
دارالافتاء دارالعلوم کراچی
۱۸-۶-۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
۱۸-۶-۱۴۲۱ھ

صحیح
۱۸-۶-۱۴۲۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ نالی والے مریض کا جوناپاک پانی منہ یا جسم کے کسی بھی حصہ سے خارج ہو، وہ ناقصِ وضو ہے ☆

سوال نمبر 45۔ Pleural Fluid اس پانی کو کہتے ہیں جو پھیپھڑے اور چھاتی کے درمیانی خلاء میں بھر جاتے ہیں اس کی وجہ مختلف بیماریاں ہوتی ہیں۔ یہ پانی دو قسم کا ہوتا ہے ایک زردی مائل اور دوسرا سرخی مائل ہوتا ہے جو سُرخی مائل ہوتا ہے اس میں خون کی آمیزش ہوتی ہے۔
Ascitic Fluid اس پانی کو کہتے ہیں جو پیٹ میں پڑ جاتا ہے یہ بھی دو قسم کا ہوتا ہے ایک زردی مائل اور دوسرا سرخی مائل ہوتا ہے۔ سرخی مائل پانی میں خون کی آمیزش ہوتی ہے۔

(الف) کیا Pleural Fluid پاک ہے۔
(ب) کیا Pleural Fluid نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔
(ج) کیا Pleural Fluid سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔
(د) کیا زردی مائل اور سرخی مائل Pleural Fluid دونوں کے لئے ایک احکامات ہیں۔
(ہ) کیا Ascitic Fluid کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔
(و) کیا Ascitic Fluid پاک ہے۔
(ز) کیا Ascitic Fluid سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔
(ح) کیا زردی مائل اور سرخی مائل Ascitic Flyid دونوں کیلئے ایک ہی احکامات ہیں۔
(ط) کیا پھیپھڑوں اور چھاتی کے درمیانی خلاء میں دوائی ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائیگا۔
(ی) اگر بلغم کے ساتھ خون کی آمیزش ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ والسلام! ڈاکٹر طیب

الجواب

جن پانیوں کے بارے میں آپ نے تفصیل لکھی ہے۔ چونکہ آپ نے یہ نہیں بیان کیا کہ یہ پانی کس راستے سے خارج ہوتے ہیں؟ آیا پیشاب پاخانے کے راستے سے خارج ہوتے ہیں یا منہ سے خارج ہوتے ہیں یا جسم کے کسی اور حصے مثلاً زخم وغیرہ کے رستے سے یا جسم کے اندر ہی رہتے ہیں، لہٰذا ان سب کے بارے میں اُصولی جواب سمجھ لیں کہ اس قسم کے پانی جب تک جسم

کے اندر موجود ہوں تو وضوء وغیرہ کے لئے ناقص نہیں ہیں لیکن اگر پیشاب پاخانہ جگہ سے نکل جائیں یا جسم کے کسی اور حصہ سے خارج ہوکر اپنی جگہ سے بہہ جائیں تو وضو ٹوٹ جائے گا اور بلغم کا حکم یہ ہے کہ صرف بلغم سے وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر بلغم کے ساتھ خون آئے تو خون اگر بلغم پر غالب ہو تو وضوء ٹوٹ جائے گا اور اگر بلغم غالب ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

فی الدر المختار: (وينقضه خروج) كل شئ (نجس) بالفتح بكسر (منه) اى من المتوفى الحئ معتادا او لامن السبلين او لا الى ما يطهر ثم المراد بالخروج من السبيلين مجرد الظهور وفى غيرها عين السيلان ولو بالقوّة الخ.

فی الشامية: (قوله كل خارج) لعلّ فائدة التعميم من اوّل الامر لئلاً يتوهم اختصاص النجس بالمعتاد أو الكثير تامل (ص ۱۳۴/ج ۱)

لا ينقضه قيئى من (بلغم) على المعتمد (أصلاً) الاّ المخلوط بطعام فيعتبر الغالب ولو استويا فكل عليحدة (و) ينقضه (دم) مائع من جوف أوفم (غلب على بزاق) حكماً للغالب (أو ساواه) احتياطاً (لا) ينقضه قيئى من (بلغم) على المعتمد (أصلاً) الاّ المخلوط بطعام فيعتبر الغالب ولو استويا فكل عليحدة (و) (و) ينقضهٗ (دم) مائع من جوف أو فم (غلب على بذاق) حكماً للغالب (أو ساواه) احتياطاً (لا) ينقضهٗ (المغلوب بالبزاق. (۱۳۸/ج ۱)

نیز واضح ہو کہ ان اشیاء کے خارج ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا البتہ اگر کسی نے زبردستی خود منہ بھر کرقے کی تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا جبکہ قے بلغم کی نہ ہو۔

فی الهندية: اذاقاء او استقاء ملء الضم أو دونه عاد بنفسه أو اعاد او خرج فلا فطر على الأصح الاّ فى الاعادة والاستقاء بشرط ملُ الفم هكذا فى النهر الفائق هذا كله اذا كان القيئ طعاماً او ماءً أو مرة فانكان بلغماً فغير مفسد للصوم الخ (۲۰۴/ج ۱)

الجواب صحیح
عبد الرحمٰن
دار الافتاء دار العلوم کراچی

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
غفرلہ
دار الافتاء دار العلوم کراچی
۱۱/۶/۱۴۲۰ھ

دار الافتاء دار العلوم کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

☆وریدی اور گوشت میں انجکشن لگانے سے وضوء ٹوٹنے کا حکم☆

سوال نمبر 46۔ کیا وریدی انجکشن لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

سوال نمبر 47۔ کیا گوشت میں انجکشن لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

جواب: (46,47) چونکہ وریدی انجکشن میں اس بات کا اطمینان کرنے کے لئے کہ آیا سوئی رگ میں لگی ہے یا نہیں، پہلے تھوڑا سا خون انجکشن میں کھینچا جاتا ہے اس کے بعد انجکشن لگایا جاتا ہے اس لئے ایسا وریدی انجکشن لگانے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

البتہ جس وریدی انجکشن سے وضو میں خون بالکل نہ کھینچا جائے بغیر کھینچے رگ میں لگا دیا جائے تو اس انجکشن سے وضو نہیں ٹوٹے گا اسی طرح جو انجکشن گوشت میں لگایا جاتا ہے اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔ (ماخذہ احسن الفتاویٰ ۲۲۳)

وفی الهندية: ذكر محمدٌ فی الاصل اذا خرج من الجرح دم قليل ثم خرج ايضاً ومسحه فان كان الدم بحال لو ترك ما قد مسح منه سال، انتقض وضوئه وان كان لا يسيل لا ينتقض وضوئه. ١١/١.

وفيه ايضاً: (ومنها) ما يخرج من غير السبيلين ويسيل الى ما يظهر من الدم والقيح والصّديد والماء لعلّة وحدّ السيلان إن يعلو عن رأس الجرح (١ص١٠) وفی خلاصة الفتاوىٰ: وان كرج من قرح به دم أو صديد أو قيح فسال عن رأس الجرح نقض الوضوء عندنا فان مسحه أو اهال التراب ان كان بحال لو تركه يسيل عليه الوضوء وان كان بحال لو ترك لا يسيل لا وضوء عليه (ص١١٠) وفی البدائع: ولو ظهر الدم على رأس الجرح فمسحه مراراً فان كان بحال لو تركه سال يكون حدثاً والافلا (١٢٧) والله اعلم بالصواب.

محمد عبداللہ ... عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح

نائب مفتی دارالعلوم کراچی

محمد عبدالمنان عفی عنہ

۱۴۲۱ھ

نائب مفتی دارالعلوم کراچی

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ کان سے پیپ نکلنے سے ہر حال میں وضوء ٹوٹ جائیگا ☆

سوال نمبر 48۔ کیا کان سے پانی پیپ نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

جواب: کان سے پانی اگر کسی بیماری یا زخم وغیرہ کی وجہ سے نکلے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اور بغیر کسی بیماری کے نکلے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ البتہ کان سے پیپ نکلنے سے ہر حال میں وضو ٹوٹ جائیگا۔

قال ابن عابدين رحمه الله تعالى تحت قوله (لا بوجع)

تقييد لعدم النقض بخروج ذالك وعدم النقض هو ما مشى عليه الدرر والجوهرة والزيلعي معزيا للحلواى قال في البحر: وفيه نظر بل الظاهر اذا كان الخارج قيحا او صديداً لنقض، سواء كان مع وجع أو بدونه فانهما لا يخرجان آلا عن علّة، نعم هذا التفصيل حسن فيما اذا كان الخارج ماء ليس غيره اه، وأقره في الشرنبلالية وأيده بعبارة الفتح الجرح والنفطة وماء الثدى والسرة والأذن اذا كان لعلة سواء على الأصح اه فالضمير في كان للماء فقط فهو مؤيد لكلام البحر، وفيه اشارة الى ان الوجع غير تبديل وجود الخلة كان وما بحثه في الجر ماخوذ في الحية واعترفه.

في النهر بقوله لم لا يجوز أن يكون القيح الخارج من الاذن عن جرح برأ، وعلامته عدم التالم فالحصر ممنوع

اه: أى الحصر بقول لا يخرجان آلا عن علّة وانت خبير بان الخروج دليل العلة ولو بلا ألم، انما الالم شرط للماء فقط، فانه لا يعلم كون الماء الخارج من الأذن أو العين أو نحوهما دما متغيرا الا بالعلة والألم دليلها بخلاف نحو الدم والقيح، ولذا أطلقوا في الخارج من غير السبيلين كالدم والقيح والصديد أنه ينقض الوضوء ولم يشترطوا سوى التجاوز الى موضع يلحقه حكم التطهير ولم يقيدوه في المتون ولا في الشروح بالالم ولا بالعلة فالتقييد بذالك في الخارج من الاذن مشكل لمخالفته لا طلاقهم. رد المختار ۱۴۷،۸ ج ۱.

الجواب صحیح

الجواب صحیح
اصغر علی

١٩ جمادی الثانی ١٤٢١ھ

الجواب صحیح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ڈاکٹر مریض کو کن صورتوں میں روزہ توڑنے اور نہ رکھنے کی اجازت دے سکتا ہے؟☆

سوال نمبر 49۔(الف) کن صورتوں میں ڈاکٹر مریض کو روزہ توڑنے کی اجازت یا مشورہ دے سکتا ہے۔

(ب) کن صورتوں میں ڈاکٹر مریض کو روزے نہ رکھنے کا مشورہ دے سکتا ہے۔

جواب: (الف، ب) شریعت میں جن اعذار کی بناء پر کسی شخص کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) شرعی مسافر ہونا یعنی اڑتالیس میل یا اس سے زیادہ سفر کرنا۔

(۲) اتنا بیمار ہو کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے بیماری میں اضافہ کا غالب گمان ہے (اور یہ غالب گمان کسی علامت یا تجربہ یا کسی ماہر مسلم ڈاکٹر کے بتلانے سے حاصل ہوتا ہے) یا تندرست ہے مگر روزہ رکھنے سے بیمار ہونے کا غالب گمان ہے۔

(۳) کوئی عورت حاملہ یا دودھ پلاتی ہو اور روزہ رکھنے کی وجہ سے اس عورت کو یا بچہ کو کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

(۴) کسی کو شدید بھوک یا پیاس کی وجہ سے اپنی جان یا کسی عضو کو شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

ایسے حالات میں اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو شرعاً کوئی حرج نہیں اور اگر کوئی ماہر مسلمان ڈاکٹر (پہلی حالت کے علاوہ میں) یہ سمجھے کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے اس شخص کی جان کا یا اس کے بدن کے کسی عضو کو شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے تو وہ روزہ نہ رکھنے کا مشورہ دے سکتا ہے اور بعد میں وہ روزہ کی قضاء کرے اور اسی طرح حالت سفر کے علاوہ اگر کسی شخص نے روزہ رکھ لیا ہے اور پھر مذکورہ حالت میں سے کوئی حالت پیش آ گئی تو ایسا شخص روزہ توڑ سکتا ہے اور کوئی ماہر مسلم ڈاکٹر ایسے شخص کو

روزہ توڑنے کا مشورہ بھی دے سکتا ہے۔

فی التنویر وشرحه: فصل فی العوارض المبيحة لعدم الصوم وقد ذكر المصنف منها خمسة: وبقي الاكراه وخوف الهلاك او نقصان العقل ولو بعطش او جوع شديد ولسعة حية (لمسافر) وحامل او مرضع خافت بغلبة الظن على نفسها او ولدها او مريض خاف الزيادة لمرضه او صحيح خاف المرض وخادمة خافت الضعف بغلبة الظن بامارة او تجربة او باخبار طبيب حاذق مسلم مستور ...... الفطر وقضوا ما قدروا بلا فدية وولاء (۲/ ۴۲۱.۳)

وفی الشامية: (المبيحة لعدم الصوم) عدل عن قول البدائع المسقطة للصوم لما اورد عليه فی النهر من انه لا يشمل السفر فانه لا يبيح الفطر وانما يبيح عذر الشروع فی الصوم (۲/ ۴۲۱)

وفی البدائع: فلابد من معرفة الاعذار المسقطة لاثم والمؤاخذة فنبينها بتوفيق الله فنقول هی المرض والسفر والاكراه والحبل والرضاع والجوع والعطش وكبر السن (۲/ ۹۴)

☆ کیا P.R یا P.V کرنے سے روزہ ٹوٹ جائیگا؟ ☆

سوال نمبر 50۔ کیا P.R یا P.V کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(P.R اس میں ڈاکٹر اپنی انگلی ڈال کر اس پر مواد (Lubricant) لگا ہوتا ہے۔ مریض کے مقعد کا معائنہ کرتا ہے۔ P.V میں ڈاکٹر Vagina میں انگلی ڈال کر اس کا معائنہ کرتا ہے اس میں بھی انگلی پر مواد لگا ہوتا ہے۔)

جواب: مذکورہ صورت میں P.R اور P.V کرنے سے جس شخص کا معائنہ کیا جارہا ہے اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس دن کی قضاء اس کے ذمہ ہوگی اس لئے بہتر یہ ہے کہ ایسا معائنہ روزہ کی حالت میں نہ کیا جائے۔

فی الدر المختار: او ادخل اصبعه اليابسة فيه ای دبره او فرجها ولو مبتلة فسد. وفی الشامية تحته: لبقاء شئ من البلة فی الداخل وهذا لو ادخل الاصبع الى موضع الحقنه كما يعلم مما بعده (۲/ ۳۹۷)

وفي الهندية (باب ما يوجب القضاء دون الكفارة) ولو ادخل اصبعه في استه او المرأة في فرجها لا يفسد وهو المختار الا اذا كانت مبتلة بالماء او الدهن فحينئذ يفسد لوصول الماء او لدهن هكذا في الظهيرية (۲/۲۰۴) والله اعلم بالصواب.

احقر محمد ہدایت عفی عنہ
دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴
۲۱-۶-۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
محمود اشرف غفر اللہ لہ
۲۱-۶-۱۴۲۱ھ
دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴

دار الافتاء دار العلوم کراچی

بسم الله الرحمٰن الرحیم

☆انجکشن یا ڈرپ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا☆

سوال نمبر 51۔(الف) کیاانجکشن لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگر نہیں ٹوٹتا تو اس کی دلیل کیا ہے۔

(ب) کیا ڈرپ لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(ج) کیا طاقت کا انجکشن یا ڈرپ روزہ کی حالت میں لگوانا جائز ہے۔

جواب: (الف، ب، ج) روزہ ٹوٹنے کے لئے کسی چیز کا جوف بطن یا جوف دماغ تک منفذ اصلی منہ، ناک وغیرہ کے ذریعے سے پہنچنا ضروری ہے جبکہ انجکشن اور ڈرپ کے ذریعے جو دوا بدن میں پہنچتی ہے وہ بذریعہ منفذ اصلی نہیں پہنچتی، بلکہ رگوں اور مسامات کے ذریعے سے پہنچتی ہے، جو مفسد صوم نہیں۔

لہٰذا انجکشن اور ڈرپ خواہ طاقت کے لئے ہو یا کسی بیماری کو دور کرنے کے لئے ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ بلاضرورت طاقت کا انجکشن اور ڈرپ کا استعمال کرنا مناسب نہیں (ماخذہ امداد المفتین ۷۸۸)

وفي الهندية: وفي دواء الجائفة والآمة اكثر المشايخ على ان العبرة للوصول الى الجوف والدماغ، لا لكونه رطباً او يابساً حتى اذا علم ان اليابس وصل، يفسد صومه، ولو علم انّ الرّطب لم يصل، لم

يفسد هكذا في العناية (١ ص ٤٠٣) وفي الدر المختار: (او احتقن او سعط) في انفه شيئاً (أو اقطر في اذنه دهنا أو راوىٰ جائفة أو آمة) فوصل الدواء حقيقة الىٰ جوفه ودماغه قال العلامة الشاميؒ تحت قوله (فوصل الدواء حقيقة) اشار الىٰ ان ما وقع في ظاهر الرواية من تقييد الافساد بالدواء الرطب منبى على العادة من انه يصل، والافالمعتبر حقيقة الوصول حتى لو علم وصول اليابس افسد او عدم وصول الطرىٰ لم يفسد ۲/٤٠٢.

محمد عامر عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۳-۳-۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
نائب مفتی دارالعلوم کراچی
۳-۳-۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
نائب مفتی دارالعلوم کراچی
۳-۳-۱۴۲۱ھ

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم

☆ناک یا کان میں دواء ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے☆

سوال نمبر 52۔کیا ناک وکان میں دوائی ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

جواب: ناک یا کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

ومن احتقن أو استعط او اقطر في اذنه دهنا أفطر ولا كفارة عليه العالمگيرية ٢٠٤ ج ١. واذا استعط او اقطر في اذنه ان كان شيئاً يتعلق به صلاح البدن نحو الدين والدواء يفسد صومه من غير كفارة التاتار خانيه ٣٦٤ ج ٢. وما وصل الى جوف الرأس والبطن من الأذن والأنف والدبر فهو مفطر بالاجماع وفيه القضاء خلاصة الفتاوىٰ ٢٥٣ ج ١

ومن: احتقن او استعط او اقطر في اذنه افطر لقوله عليه السلام

الفطر مما دخل ولو جود معنى الفطر وهو وصول ما فيه صلاح البدن الى الجوف ولا كفارة عليه الهداية ۲۰۲/ج ۱



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆روزہ کی حالت میں دانت نکلوانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا☆(53 تا 56)

سوال نمبر 53۔ کیا روزے کی حالت میں دانت نکلوانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

جواب: روزے کی حالت میں دانت نکلوانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

سوال نمبر 54۔ دانت نکلواتے وقت خون نکلتا ہے مگر جلدی جلدی سے کلی کرنے سے اس کا ذائقہ منہ میں نہ جائے تو روزہ ٹوٹے گا یا نہیں۔

جواب: اس صورت میں بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

سوال نمبر 55۔ دوسری صورت پانی اور خون حلق میں نہ جائے مگر خون کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو اس سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں۔

جواب: اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

سوال نمبر 56۔ اگر دانت نکلواتے ہوئے خون نکل گیا اور وہ تھوڑا سا حلق میں چلا گیا تو اس صورت میں جو روزہ ٹوٹے گا اس کی قضا کیا ہوگی۔

جواب: اس صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس کی قضا لازم ہوگی۔

☆روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ کا استعمال مکروہ ہے☆

سوال نمبر 57۔ کیا روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ کرنا جائز ہے۔

جواب: روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ کا استعمال مکروہ ہے۔

☆ روزہ کی حالت میں ماؤتھ واش سے کلی کرنا مکروہ ہے ☆

سوال نمبر 58۔ کیا روزے کی حالت میں ماؤتھ واش (اس میں ذائقہ ہوتا ہے) سے کلی کرنا جائز ہے۔

جواب روزہ کی حالت میں اس کا استعمال بھی مکروہ ہے۔

☆ دانت نکلواتے وقت مسوڑھے پر انجکشن لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ☆

سوال نمبر 59۔ دانت نکلواتے وقت دانت کے اردگرد مسوڑھے سن کرنے کے لئے انجکشن لگاتے ہیں کیا اس سے روزہ تو نہیں ٹوٹے گا۔

جواب: اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

☆ کیا آنکھ میں دوائی ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ☆

سوال نمبر 60۔ کیا آنکھ میں دوائی ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جبکہ دوائی کا اثر ایک خالی Nasolacremal Ducct کے ذریعے حلق میں پہنچ جاتا ہے۔

جواب: آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ دوائی کا اثر حلق میں محسوس ہو۔

فی الهندية (۱ ج/۲۰۳) ولو اقطر شيئاً من الدواء فی عينه لا يفطر صومه عندنا وان وجد طعمه فی حلقه واذا بذق فرای اثر الكحل ولونه فی بزاقه عامة المشائخ علی أنه لا يفسد صومه كذا فی الذخيرة وهو الأصح كذا فی التبيين.

☆ نیندآور گولیوں میں اگر نشہ نہ ہو تو استعمال جائز ہے ☆

سوال نمبر 61۔ کیا نیندآور گولیوں کا استعمال صحیح ہے۔

جواب: ایسی دوائیاں جنکے استعمال سے نیند آتی ہے اس میں عام طور پر افیون شامل ہوتی ہے اور چونکہ بقدر ضرورت دوائی کے طور پر افیون کا استعمال حرام نہیں لہٰذا ایسی گولیاں جن میں افیون شامل ہو اور نشہ پیدا نہ ہو ان کے استعمال کی دوا کے طور پر گنجائش ہے۔ (ماخذہ رجسٹر نقل فتاویٰ ۴۹/۲۰)

فی الشامية (۴۵۷/ج ۶) يدل عليه ما فی غاية البيان عن شرح شيخ الاسلام أكل قليل السقمونيا والبنج مباح للتداوی وما زاد علی

ذلک اذا کان یقتل او یذهب العقل حرام.

فی تنویر الابصار (۴۵۷،۵۸/ج۲): ویحرم اکل البنج والحشیشة والأفیون لکن دون حرمة الخمر فان اکل شیئا من ذلک لاحد علیه وان سکر بل یعذر بما دون الحدّ.

فی الشامیة (۲ ج۳۵۷) (ویحرم اکل البنج) ...... وفی القهستانی: هو احد نوعی شجر القنب حرام لأنه یزیل العقل وعلیه الفتوی بخلاف نوع اخر منه فانه مباح کالأفیون لانه وان اختل العقل به لا یزول وعلیه ما فی الهدایة وغیرها من اباحة البنج کما فی شرح الباب اقول: هذا غیر ظاهر لانّ ما یخل العقل لا یجوز أیضا بلا شبهة فکیف یقال مباح بل الصواب ان مراد صاحب الهدایة وغیره اباحة قلیله للتداوی ونحوه ومن صرح بحرمته أراد به القدر المسکر منه یدل علیه ما فی غایة البیان الخ ...... (الیٰ قوله) فهذا صریح فیما قلناه مؤید لما سبق بحثناه من تخصیص مامرّ من أن ما اسکر کثیره حرم قلیله بالمائعات وهکذا یقول فی غیره من الاشیاء الجامدة المضرة فی العقل او غیره یحرم تناول القدر المضر منها دون القلیل النافع لأن حرمتها لیست لعینها بل لضررها الخ (والله اعلم بالصواب)

الجواب صحیح
بندہ عبدالرؤف سکھروی
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۲-۵-۱۴۲۱ھ
دارالعلوم کراچی ۱۴

عبدالجلیل سہالی عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴
۱/۵/۱۴۲۱ھ

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆اپنی آنکھ یا جسم کا کوئی عضو دوسرے کو دینے کی وصیت کرنا جائز نہیں☆

سوال نمبر 62۔ کیا انسان مرنے کے بعد اپنی آنکھ یا جسم کے دوسرے اعضاء دینے کی وصیت کرسکتا ہے۔

جواب: انسان خود اپنے اعضاء وجوارح کا مالک نہیں ہے لہٰذا اپنی آنکھ یا جسم کے دوسرے اعضاء کسی کو دینے کی وصیت کرنا شرعاً جائز نہیں۔

سوال نمبر 63۔(الف) کیا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے۔

(ب) کیا انسانی ہڈیوں کی خرید وفروخت جائز ہے۔

(ج) کیا طالب علم پڑھائی کے لئے انسانی ہڈی خرید سکتا ہے۔

(د) کیا انسانی جسم کے اعضاء کی خرید وفروخت جائز ہے۔

جواب: (الف) اللہ تعالیٰ نے انسان کو محترم اور اشرف المخلوقات بنایا ہے جس طرح زندگی میں اس کا جسم محترم ہے اس طرح مرنے کے بعد بھی محترم رہتا ہے لہٰذا مرنے کے بعد اس کے جسم کو چیرنا پھاڑنا قطعاً ناجائز ہے الا یہ کہ میت سے کسی زندہ شخص کو ایسا خطرہ لاحق ہو کہ وہ میت کی چیر پھاڑ (پوسٹ مارٹم) کے بغیر ممکن نہ ہو، یا کسی کی حق تلفی ہو رہی ہو کہ اس کا ازالہ چیر پھاڑ کے بغیر ممکن نہ ہو، اسی طرح قتل کی صورت میں وجوہات قتل کا پتہ چلانا اس کے بغیر ممکن نہ ہو ایسی صورت میں بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت میت کی قطع وبرید (پوسٹ مارٹم) جائز ہے، مثال کے طور پر مردہ ماں کے پیٹ سے زندہ بچہ کو نکالنا، اسی طرح کسی شخص نے دوسرا کا ہیرا یا قیمتی موتی نگل لیا اور مر گیا تو اس کو نکالنے کے لئے پیٹ کو چیرنا بشرطیکہ اس کا نکالنا چیر پھاڑ کے بغیر ممکن نہ ہو اور نہ ہی میت کی ملکیت میں اتنا مال ہو کہ جس سے اس کے ہیرے کی قیمت ادا کی جاسکے اور نہ ہی کوئی اپنے ذمہ میں لینے کو تیار ہو اور قتل کی مثال یہ ہے کہ متوفی کے ورثاء کہیں کہ اس کو قتل کیا گیا ہے اور قتل میں ماخوذ شخص یہ کہے کہ یہ طبعی موت مرا ہے تو ایسی صورت میں موت کے سبب کا پتہ چلانے کے لئے بقدر ضرورت پوسٹ مارٹم جائز ہے کیونکہ اگر ثابت ہو جائے کہ یہ طبعی موت نہیں مرا بلکہ قتل کیا گیا ہے یا زخمی ہونے سے مرا ہے تو مقتول کے ورثاء کو قاتل یا اس کے عاقلہ سے قصاص یا دیت لینے کا حق ہے اور اگر ثابت ہو جائے کہ یہ شخص قتل نہیں کیا گیا ہے بلکہ طبعی موت مرا ہے تو قتل میں ماخوذ شخص کی تکلیف کا ازالہ ضروری ہے لہٰذا دونوں صورتوں میں کسی کا حق دلانے کی غرض سے پوسٹ مارٹم جائز ہے۔

اور اگر کوئی ضرورت شدیدہ نہ ہو جیسا کہ آج کل ہوتا ہے کہ ہر حادثہ اور ہر قتل کے بعد شرعی ضرورت کے بغیر بھی پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے تو اس صورت میں پوسٹ مارٹم کرنا جائز نہیں ہے اس سے بچنا واجب ہے۔ (ماخذ ہ رجسٹر نقل فتاوی ۲/۱۹۰)

جواب: (ب، ج، د) جیسا کہ بیان جاچکا ہے کہ زندہ ہونے کی حالت میں اور مرنے کے بعد دونوں حالتوں میں انسان محترم ہے اس لئے اس احترام کے پیش نظر ہڈیوں اور دیگر اعضاء کی خرید وفروخت ناجائز ہے۔

مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو انسانی اعضاء کی پیوند کاری، از مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ واللہ اعلم بالصواب۔

عبدالسلام عفی عنہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
الجواب صحیح
الجواب صحیح
دار الافتاء دار العلوم کراچی
دار الافتاء دار العلوم کراچی

دار الافتاء دار العلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆اگر کسی عضو کو کاٹنے کے بارے میں ماہر معالج کی رائے میں کوئی اور علاج نہ ہو تو وہ عضو کاٹنے کی گنجائش ہے☆

سوال نمبر 64۔(الف) بعض دفعہ بیماری کی وجہ سے مریض کے ہاتھ ٹانگ کو کاٹنا پڑتا ہے تاکہ یہ بیماری پورے جسم میں سرایت نہ کرے تو کیا شرعی لحاظ سے مریض کے کسی عضو کا کاٹنا صحیح ہے؟

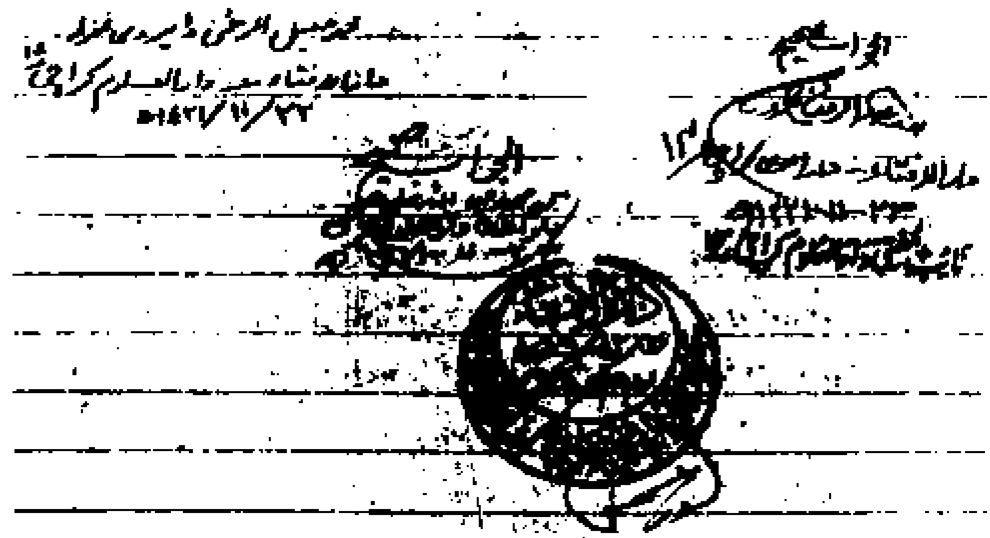
(ب) کٹی ہوئی ٹانگ یا بازو کا کیا کرنا چاہئے؟

جواب: (الف) جب ماہر معالج کی رائے میں عضو کاٹنے کے علاوہ کوئی اور علاج نہ ہو تو شرعاً اس اضطراری حالت میں بقدر ضرورت عضو کاٹنے کی گنجائش ہے۔

فی فتاوی النوازل للشیخ الفقیہ ابی ☆ السمر قندیؒ عن ھشامؒ انہ لا بأس بقطع الید من الا کلہ وشق البطن والمثانۃ وما یجری مجراہ یخشی التلف وأن لم یفعل ذلک قیل قد ینجو او قد یموت او قیل ینجو او لا یموت یعالج وان قیل لا ینجوا ولا یموت یعالج وان قیل لا ینجو او لا یموت یعالج وقیل لا ینجو اصلا یجوز ترک المعالجۃ (۱ ۰ ۲ باب الکراھیۃ)

وفی الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ان عکرمۃ بن ابی جھل ضرب معاذ بن عمر وفقطع یدہ فبقیت معلقۃ حتی تمطی فالقاھا وقاتل بقیۃ

یومه ثم بقی ذلک دهرا حتی مات فی زمن عثمانؓ. (۳. ۴۲۹)
وفی الدر المختار حامل ماتت وولدها حی یضطرب شق بطنها من الا یسر یخرج ولدها ولو بالعکس (فی الشرح: بأن مات الولد فی بطنها وهی حیة) خیف علی الأم قطع وأخرج لو میتا والا لا ۲ /۲۳۸.
جواب: (ب) کٹے ہوئے عضو کو کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔
فی الهندیة وان وجد نصفه من غیر الرأس او وجد نصفه مشقوقا طولا فانه لا یغسل ولا یصلّی علیه ویلف فی خرقه ویدفن فیها کذا فی المضمرات (۱:۱۰۹) وهکذا فی الخانیة (۲:۱۷۸) وهکذا فی البدائع (۱:۳۰۲)



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆اعضاءِ انسانی کی پیوندکاری جائز نہیں☆

سوال نمبر 65۔ کیا Transplantation اعضاء انسان کی پیوندکاری جائز ہے؟ اگر یہ جائز نہیں ہے تو اسلام اسکی صورت بتلاتا ہے کہ ایک انسان مر رہا ہے پیوندکاری Transplantation کے علاوہ اس کا کوئی علاج نہیں تو کیا اس کو مرنے دیا جائے حالانکہ زندگی کا خطرہ ہو تو حرام چیز بھی حلال ہو جاتی ہے جیسے بیمار آدمی کو افیون مجبوری کی حالت میں دی جا سکتی ہے تفصیل سے وضاحت فرمادیں کافی پریشانی ہے۔

جواب: انسانی اعضاء کی پیوندکاری اصولاً تو درست نہیں جس کی مکمل تفصیل مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی کتاب انسانی اعضاء کی پیوندکاری میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے لیکن الضرورات تبیح المحظورات اور اهون البلیتین کو اختیار کرنے کے فقہی قاعدہ کے تحت

شدید مجبوری کے وقت کسی دوسرے شخص کے عضو لگانے کے گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ بشرطیکہ اس دوسرے شخص کی زندگی اور صحت کو خطرہ لاحق نہ ہو دراصل اس مسئلہ میں حضرات علماء کرام کا اختلاف ہے بعض حضرات شدید مجبوری میں ناجائز کہتے ہیں لیکن ہماری رائے شدید مجبوری کی حالت میں یہ ہوئی ہے جو اوپر لکھی گئی۔ احتیاطاً استغفار اور کچھ صدقہ خیرات بھی کر دیں۔ (ماخذہ از تبویب ۱۰۶/۸۸)

☆ کسی مریض کو خون دینا کن صورتوں میں جائز ہے؟ ☆

سوال نمبر 66۔ کیا خون دینا جائز ہے۔

جواب: کسی مریض کو خون دینے کے بارے میں تفصیل ہے۔

☆ جب کسی مریض کی حالت کو خطرہ ہو اور ماہر ڈاکٹر کی نظر میں اس کی جان بچنے کا خون دینے کے سوا کوئی راستہ نہ ہو تو خون دینا جائز ہے۔

☆ اگر ہلاکت کا خطرہ نہ ہو مگر خون کے بغیر صحت کا امکان نہ ہو تو بھی خون دینا جائز ہے۔

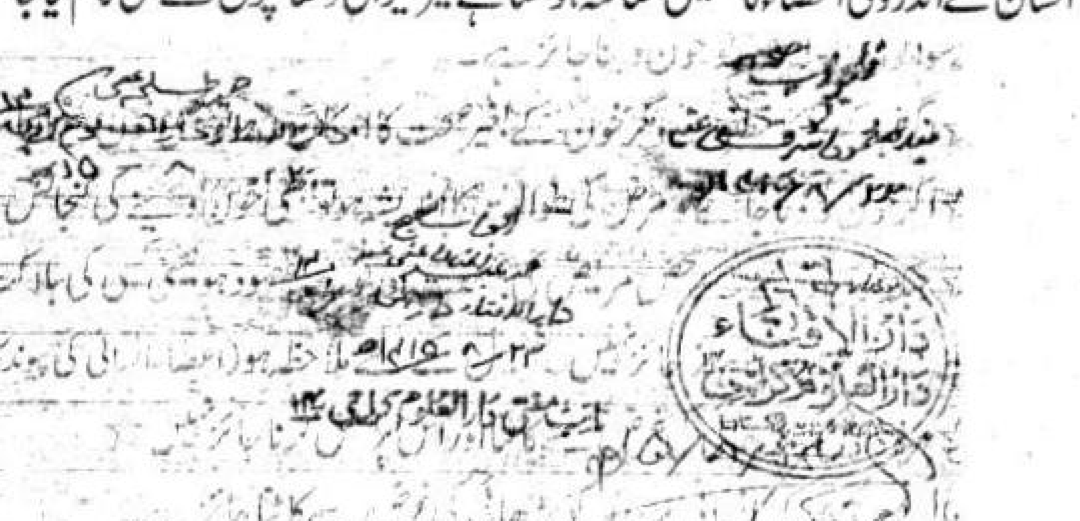
☆ اگر خون نہ دیا جائے تو مرض کی طوالت کا اندیشہ ہو تو بھی خون دینے کی گنجائش ہیں۔

☆ جبکہ خون دینے سے محض مریض کی منفعت اور قوت مقصود ہو یعنی کسی کی ہلاکت یا مرض میں طوالت نہ ہو تو خون دینا ہرگز جائز نہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (اعضاء انسانی کی پیوندکاری ۶۲)

☆ مردہ لاش کو پڑھائی کی غرض سے کاٹنا اور اس پر مشق کرنا جائز نہیں ☆

سوال نمبر 67۔ کیا انسانی مردوں کو پڑھائی کی غرض سے کاٹنا جائز ہے۔

جواب: انسان اپنے تمام اعضاء کے ساتھ محترم خواہ کافر ہو یا مسلم زندہ ہو یا مردہ لہٰذا آپریشن سیکھنے یا اس کے اندرونی اجزاء دیکھنے بھالنے کی غرض سے کسی انسانی لاش کو خواہ مرد کی ہو یا عورت کی، تختہ مشق بنانا جائز نہیں۔ یہ مقصد پلاسٹک کے ڈھانچوں سے بھی حاصل ہو سکتا ہے جبکہ ہر ہر عضو علیحدہ ہو تاکہ بت اور تصویر کے حکم میں نہ آئے اور برقی آلہ یعنی اسکریننگ مشین کے ذریعہ بھی انسان کے اندرونی اعضاء کا تفصیلی معائنہ ہو سکتا ہے نیز حیوانی ڈھانچوں سے بھی کام لیا جا سکتا ہے۔



بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

☆موت کی نشانیاں درج ذیل ہیں☆

سوال نمبر 68۔شرعی لحاظ سے انسان جب مر رہا ہو تو اس کی کیا نشانیاں ہیں؟

جواب: جب انسان مرنے والا ہوتا ہے تو اس پر مختلف حالات ظاہر ہوتے ہیں جنہیں موت کی نشانیاں وآثار سمجھا جاتا ہے۔ وہ نشانیاں درج ذیل ہیں۔

(۱) سانس اُکھڑنے لگے اور جلدی جلدی چلنے لگے۔ (۲) ٹانگیں ڈھیلی پڑ جائیں کہ کھڑی نہ ہو سکیں۔ (۳) ناک ٹیڑھی ہو جائے۔ (۴) دونوں کنپٹیاں اندر کو گھس جائیں اور ان میں گڑھے پڑ جائیں۔ (۵) خصیتین کی کھال کھنچ جائے۔ (۶) منہ کی کھال تن جائے اور اس میں نرمی معلوم نہ ہو۔

في الدر يوجه المحتضر وعلامته استرخاء قدميه واعجاج منخره وانخساف صدغيه. وفي الشامية: قوله وعلامته أي علامة الاحتضار كما في الفتح وزاد على ماهنا أن تمتد جلدة خصيتيه لانشمار الخصيتين بالموت (۱۵۷ ج۱۸۹) في الهندية: وعلامات الاحتضار أن تسترخي قدماه فلاتنصبان ويتعوج انفه وينخسف صدغاه تمتد جلدة الخصية كذا في التبيين وتمتد جلدة وجهه فلا يرى فيها تعطف هكذا في السراج الوهاج (ص ۱۵۷ ج ۱)

☆جب موت کے آثار ظاہر ہوں تو مرنے والے کو کلمہ کی تلقین کرنی چاہیے☆

سوال نمبر 69۔مرتے ہوئے آدمی کو کلمہ کی تلقین کس وقت کرنی چاہیے؟

جواب: جب موت کے آثار مرنے والے پر ظاہر ہوں تو اس وقت اسے کلمہ کی تلقین کرنی چاہیے، جس کی صورت علماء نے یہ لکھی ہے کہ مرنے والے کے پاس کوئی بلند آواز سے کلمۂ شہادت پڑھے، براہِ راست اسے کلمہ پڑھنے کا حکم نہ دے۔ جب وہ ایک مرتبہ کلمۂ شہادت پڑھ لے تو تلقین کرنے والا خاموش ہو جائے۔ ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد مرنے والا دوبارہ کوئی دنیا کی باتیں کرے تو دوبارہ اس کے سامنے زور سے کلمہ پڑھا جائے۔ جب وہ پڑھ لے تو خاموش ہو جائے۔ (ماخوذ از بہشتی زیور مصنفہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۹۷)

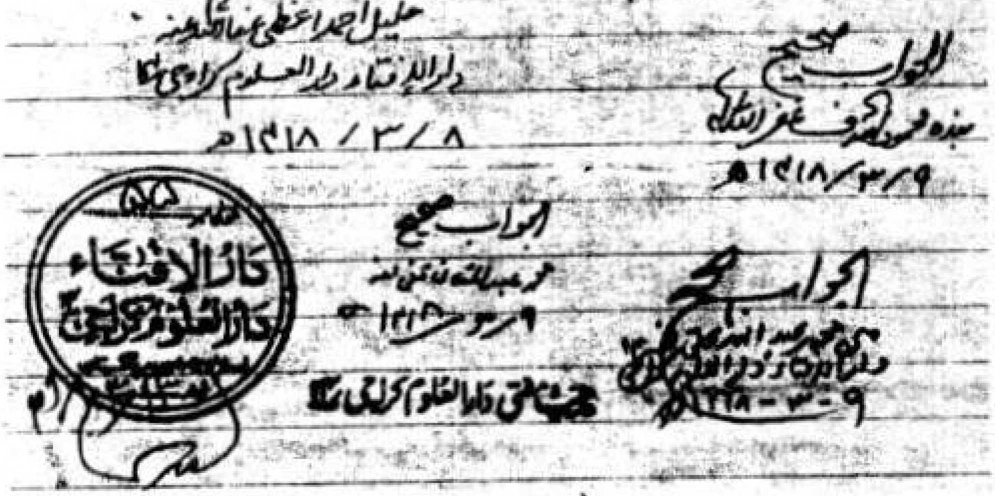
☆ڈاکٹر کا مرنے والے کی چھاتی کو دبانا کیسا ہے؟☆

سوال نمبر 70۔جب آدمی مر رہا ہو تو ڈاکٹر اس کی چھاتی کو دباتے ہیں، اس کو
(CPR) Cardiopulmonary Resuscitation

کہتے ہیں۔ کیا یہ کرنا صحیح ہے؟

جواب: مرنے والے کی چھاتی کو ڈاکٹر دباتے ہیں۔ دراصل وہ اس کے دل کو پمپ کرتے ہیں اوراس میں حرارت وحرکت پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اگر سکتہ کی وجہ سے یا مرگی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے اس کے دل کی حرکت بند ہے تو اسے دوبارہ چالو کیا جائے تاکہ اس کی جان بچ جائے۔ تو اس نیت سے اس عمل میں کوئی قباحت نہیں ہے، بشرطیکہ واقعی ضرورت کی وجہ سے ایسا کیا جائے۔ تجرباتی طور پر یا رسماً ہر مریض کے ساتھ اس طرح کرکے اسے اذیت دینا جائز نہیں ہے۔

عن محمد بن سیرین قال کنا عند ابی هریرةؓ وعلیه ثوبان ممشقان من کتان فتمخط فی احدهما ثم قال بخ بخ یتمخط ابو هریرة فی الکتان لقد رأیتنی وانی لاخرّ فیما بین منبر رسول الله صلی الله علیه وسلم وحجرة عائشة من الجوع مغشیاً علی فیجئ الجائی فیضع رجله علیٰ عنقی یری ان بی الجنون وما بی جنون وما هو الا الجوع هٰذا حدیث حسن صحیح (ترمذی شریف ص ۶۱ ج ۲).



بسم الله الرحمٰن الرحیم

☆ کسی مریض کو مصنوعی طریقہ سے سانس دینے کی مختلف صورتیں ☆

سوال نمبر 71۔ ایک مریض ہے، اس کی **Brain Death** (دماغ ماؤف) ہوچکی ہے۔ اس کو سانس مصنوعی طریقے (**Ventilatro**) کے ذریعے دیا جارہا ہے۔ اس کا دِل حرکت کررہا ہے۔ اگر اس کا **Ventilator** ہٹادیا جائے تو اس کی دِل کی حرکت بھی بند ہوجائے گی، اس کی موت واقع ہوجائیگی۔ سانس ایسا مریض خود نہیں لے سکتا، کیونکہ اس کی **Brain Death** ہوچکی ہے تو کیا (۱) ایسے مریض کا **Ventilator** لگا رہے یا ایسے مریض کا **Ventilatro** اُتار

دیا جائے؟ کیونکہ **Ventilator** پر رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔اس لئے کہ **Brain Death** ہوچکی ہےاور **Brain Death** ہوجائے تو پھر دماغ دوبارہ کام شروع نہیں کرتا۔

جواب: بعض انتہائی سنگین بیماری میں مبتلاء افراد کے دِل کی حرکت برقرار رکھنے کیلئے آج کل ایسے آلات استعمال کئے جاتے ہیں جو دِل کو مصنوعی طور پر حرکت دیتے رہتے ہیں۔اس حالت میں بعض اوقات اطباء اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ مریض کے دماغ کی موت واقع ہوگئی ہے،لیکن قلب کی حرکت اور سانس مصنوعی آلات کی مدد سے اس طرح جاری رہتا ہے کہ اگر وہ آلات ہٹادیئے جائیں تو حرکتِ قلب بند ہوجائے۔تو اگر ایسے شخص میں مندرجہ ذیل علامتوں میں سے کوئی ایک علامت ظاہر ہوجائے تو شرعاً اُسے مُردہ تصور کیا جائیگا اور اس پر موت کے تمام احکام جاری ہونگے۔

(۱) اب جب اس شخص کا قلب اور تنفس مکمل طور پر اس طرح رک جائے کہ ماہر اطباء یہ کہیں کہ اب اس کی واپسی ممکن نہیں۔

(۲) جب اس کے دماغ کے تمام وظائف بالکل معطل ہوجائیں اور اطباء و ماہرین اس بات پر متفق ہوں کہ دماغ کے اس تعطل کی واپسی ممکن نہیں اور اس کے دماغ کی تحلیل شروع ہوچکی ہے،ایسی حالت میں محرک آلات کو اس شخص سے ہٹالینا جائز ہے۔خواہ اس کے بعض اعضاء مثلاً قلب محض آلے کی وجہ سے مصنوعی حرکت کررہا ہو۔(مأخذ قرارداد اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ ۱۹۸۶ء ص ۴۷)

☆جو مریض دماغی طور مرچکا ہو،اس سے سانس والی نالی اُتار کر دوسرے مریض کو لگانا درست ہے☆

سوال نمبر 72۔بعض مریضوں کو **Ventilatar** پر رکھنے سے ان کی جان بچ سکتی ہے۔ جیسے **G.B. Syndrome** کے مریض ان کو **Brain Death** نہیں ہوئی ہوتی۔

اگر ہسپتال میں ایک **Ventilatar** ہو تو کیا ایسے مریض جس کی **Brain Death** (دماغی موت) ہوچکی ہو،سے اُتار کر **G.B Syndrome** کے مریض کو لگایا جاسکتا ہے،جبکہ **Brain Death** والے مریض کو لگا رہنے سے بظاہر کوئی فائدہ نہیں اور **G.B. Syndrome** والے مریض کی زندگی بچ سکتی ہے۔

جواب: اوپر کی تفصیل کے مطابق اوپر ذکر کردہ مریض کو ہٹا کر دوسرے مریض جو اس کیفیت سے بہتر پوزیشن میں ہے،اس کو آلات میں رکھنا درست ہے۔

(۳) اور ہر کی تفصیل کے مطابق تدبیر ذکر کردہ مریض کو [illegible] مریض جو [illegible] کیفیت سے بہتر [illegible] میں ہے اس کو کراہت میں رکھنا [illegible] —

واللہ سبحانہ اعلم
محمد کمال الدین راشدی
دارالافتاء دارالعلوم کراچی
[illegible] ۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح
عبدالرؤف سکھروی
دارالافتاء دارالعلوم کراچی
نائب مفتی دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆لڑکیوں کیلئے نرسنگ کے شعبہ کو اختیار کرنا اور نامحرم کو دوائی دینا درج ذیل شرائط سے جائز ہے☆(73،74)

سوال نمبر 73۔کیا لڑکیوں کیلئے نرسنگ کے شعبہ کو اختیار کرنا جائز ہے؟

سوال نمبر 74۔کیا نرس نامحرم مرد کو دوائی دے سکتی ہے؟

جواب: 73،74 خاتون نرس کا نامحرم مریض کو دوا دینا یا انجکشن لگانا بلا ضرورت جائز نہیں، لیکن اگر شدید مجبوری ہو تو شرعی پردے کے اہتمام کے ساتھ اس کی گنجائش ہے۔اسی طرح خواتین کا نرسنگ کی تعلیم حاصل کرنا اور اس شعبہ کو اختیار کرنا اگر اس غرض سے ہو کہ ان علوم کو عورتوں کی خدمت کیلئے استعمال کریں گی، تو ان علوم کی تحصیل اور نرسنگ کے شعبہ کو اختیار کرنے میں فی نفسہ کوئی کراہت نہیں، بشرطیکہ ان علوم کی تحصیل میں اور تحصیل کے بعد ان کے استعمال میں درج ذیل شرائط کا لحاظ رکھا جائے۔

(۱) خواتین کی تعلیم گاہیں اور اسکول، کالج صرف خواتین کیلئے مخصوص ہوں، مخلوط تعلیم نہ ہو کہ اور مردوں کا تعلیم گاہوں میں آنا جانا اور عمل دخل نہ ہو۔

(۲) ان تعلیم گاہوں تک خواتین کے آنے جانے کا شرعی پردے کے ساتھ ایسا محفوظ انتظام ہو کہ کسی مرحلہ پر بھی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

(۳) تعلیم و تربیت کیلئے نیک کردار اور پاک دامن خواتین استانیاں ہوں، اگر استانیاں نہ مل سکیں تو مجبوراً نیک اور صالح قابلِ اعتماد مردوں کو متعین کیا جائے اور ان کی کڑی نگرانی کی جائے۔(ماخوذ از تبویب ۲۵۷۶/۳۹ح، ۹/۲۶۶، ۸۵☆۱۳۲ج)

چونکہ آج کل مذکورہ شرائط موجودہ تعلیمی نظام میں عام طور پر مفقود ہوتی ہیں، لہٰذا نرسنگ کے

شعبہ کو اختیار کرنا اور تعلیم مذکورہ بالا شرائط کے بغیر حاصل کرنے سے بچنا لازم ہے۔

☆ نامحرم لڑکی کو سلام کرنا اور اس کے سلام کا جواب دینا کیسا ہے؟ ☆ (75,76)

سوال نمبر 75۔ کیا نامحرم لڑکی کو سلام کرنا جائز ہے؟

سوال نمبر 76۔ کیا نامحرم لڑکی کے سلام کا جواب دینا چاہئے؟

جواب: 75,76 نامحرم عورت کو سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے میں کچھ تفصیل ہے۔ وہ یہ کہ اگر وہ عورت اتنی بوڑھی ہو کہ قابلِ شہوت نہ ہو تو اس کو سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا درست ہے۔ اور اگر نامحرم عورت جوان ہو تو اس کے سلام کا جواب آہستہ سے دل میں دینا چاہئے اور خود نامحرم عورت کو بلاضرورت سلام کرنا درست نہیں۔

وفی الشامية: (قوله الفتيات) جمع فتية المرأة الشابة ومفهومة جوازه على العجوز بل صرحوا بجواز مصافحتها عند امن الشهوة (١ ص٢١٦). وفيه ايضاً: (ويردّ السلام عليها والا لا) واذا سلمت سلمت المرأة الاجنبية على رجل ان كانت عجوزا رد الرجل عليها السلام بلسانه بصوت تسمع وان كانت شابة رد عليها فى نفسه وكذا الرجل اذا سلم على امرأة اجنبية فالجواب فيه على العكس (٦/٣٦٩) وفى الهندية: ان كانت لا تشتهى لا بأس بمصافحتها ومس يدها كذا فى الذخيرة وفيه ايضاً وكذالک اذا كان شيخا يأمن على نفسه وعليها فلا بأس بان يصافحها وان كان لا يأمن على نفسه وليحا فليجتنب (٥/٣٢٩) وفى الخلاصة: فان المرأة الاجنبية اذا سلمت على الرجل ان كانت عجوزاً رد الرجل عليها السلام بلسانه بصوت تسمع وان كانت شابة ردّ عليها فى نفسه وكذا الرجل اذا سلم على امرأة اجنبية والجواب فيه يكون على العكس (۴/۳۳۴) والله اعلم بالصواب.

محمد عامر عفی عنہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی ۱۴
۷-۴-۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
الجواب صحیح
دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴
نائب مفتی دار العلوم کراچی ۱۴

دار الافتاء
دار العلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆میڈیکل کمپنی کے ملازم کیلئے مجبوری میں کوٹ پتلون پہننے اور ٹائی لگانے کی گنجائش ہے☆

سوال نمبر 77۔ میں میڈیکل کمپنی میں ملازم ہوں کوٹ پتلون اور ٹائی کی پابندی کرائی جاتی ہے مجھے کیا کرنا چاہئے؟

جواب: کوٹ پتلون اور ٹائی صلحاء کا لباس نہیں ہے اس سے بچنا چاہئے اگر کسی کمپنی کی طرف سے ملازم کو یہ لباس پہننے پر مجبور کیا جاتا ہے تو ملازم کے لئے حکم یہ ہے کہ اگر اس کو کوئی دوسری ملازمت ایسی ملتی ہے جس میں یہ قباحت نہیں ہے تو وہ اسے اختیار کر لے اور اگر دوسری ملازمت نہیں ملتی تو یہی ملازمت کرتا رہے اور اس لباس کو مجبوراً پہنتا رہے البتہ دل سے برا بھی سمجھے اور اپنے اس عمل پر استغفار بھی کرتا رہے۔ (ماخذہ رجسٹر نقل فتاویٰ دارالعلوم ۳۰۲/۴۰ ف)

☆میڈیکل ریپ سیمپل والی دوائی فروخت نہ کرے☆

سوال نمبر 78۔ کمپنی دوا متعارف کرانے والے کارندوں کو سیمپل دیتی ہے کہ ڈاکٹر حضرات یا مؤثر لوگوں میں بطور تحفہ پیش کریں جس سے ہماری کمپنی کا تعارف ہو اور دوا چلے اب اسی دوا یا تحفہ جات کو کارندہ خود ہی استعمال کر لے یا اپنے احباب کو دے دے یا ان کی فروخت کر دے اس کی اجازت ہے۔

جواب: کمپنی کی طرف سے اگر آپ کو یہ دوائی کا سیمپل خود استعمال کرنے یا اپنے احباب کو دینے یا فروخت کرنے کی اجازت ہے تو آپ یہ دوائی استعمال کر سکتے ہیں اور احباب کو دے سکتے ہیں اور فروخت بھی کر سکتے ہیں اور اگر کمپنی کی طرف سے آپ کو اس کی اجازت نہیں تو یہ تمام کام آپ کے لئے شرعاً بھی جائز نہیں۔ واللہ سبحانہ اللہ عنہ۔

الجواب صحیح
بندہ عبدالرؤف سکھروی
دارالافتاء دارالعلوم کراچی
۲۵-۱۱-۱۴۲۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم کراچی ۱۴

خلیل احمد اعظمی عفی عنہ
دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴
۲۵/۱۱/۱۴۲۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆کیا میڈیکل سٹور والا فزیشن سیمپل (Physician Sample) کی خرید و فروخت کر سکتا ہے؟☆

سوال نمبر 79۔ کیا میڈیکل سٹور والا فزیشن سیمپل (Physician Sample) کی خرید

وفروخت کرسکتا ہے؟

جواب: کمپنی کی جانب سے فزیشن سیمپل اگر میڈیکل اسٹور والوں کو مفت تقسیم کرنے کیلئے دیئے جاتے ہیں تو ان کوفروخت کرنا اور کمائی کا ذریعہ بنانا جائز نہیں ہے۔اس سے بچنا چاہئے (از تبویب ۱۹۲/۴)

☆ میڈیکل سٹور والا اسمگل شدہ دوائی فروخت نہ کرے ☆

سوال نمبر 80۔کیا میڈیکل سٹور والا اسمگل دوائی کی خرید وفروخت کرسکتا ہے؟

جواب: اسمگلنگ کرنا قانوناً جرم ہے جو کہ شرعاً بھی ممنوع ہے، اس سے بچنا چاہئے۔لیکن اگر اسمگل شدہ سامان اپنی ذات کے اعتبار سے حرام نہ ہو اور کسی نے اس کی خرید وفروخت کرلی تو نفع حاصل ہوگا وہ حرام نہیں کہلائے گا۔البتہ غیر قانونی کاروبار میں ملوث ہونے کا گناہ ہوگا۔لہٰذا اپنے آپ کو اس سے بچانا چاہئے۔(از تبویب ۱۱۵/۱۷)

☆ میڈیکل سٹور کھولنے کیلئے لائسنس کرایہ پر حاصل کرنا اور دینا کیسا ہے؟ ☆ (81,82)

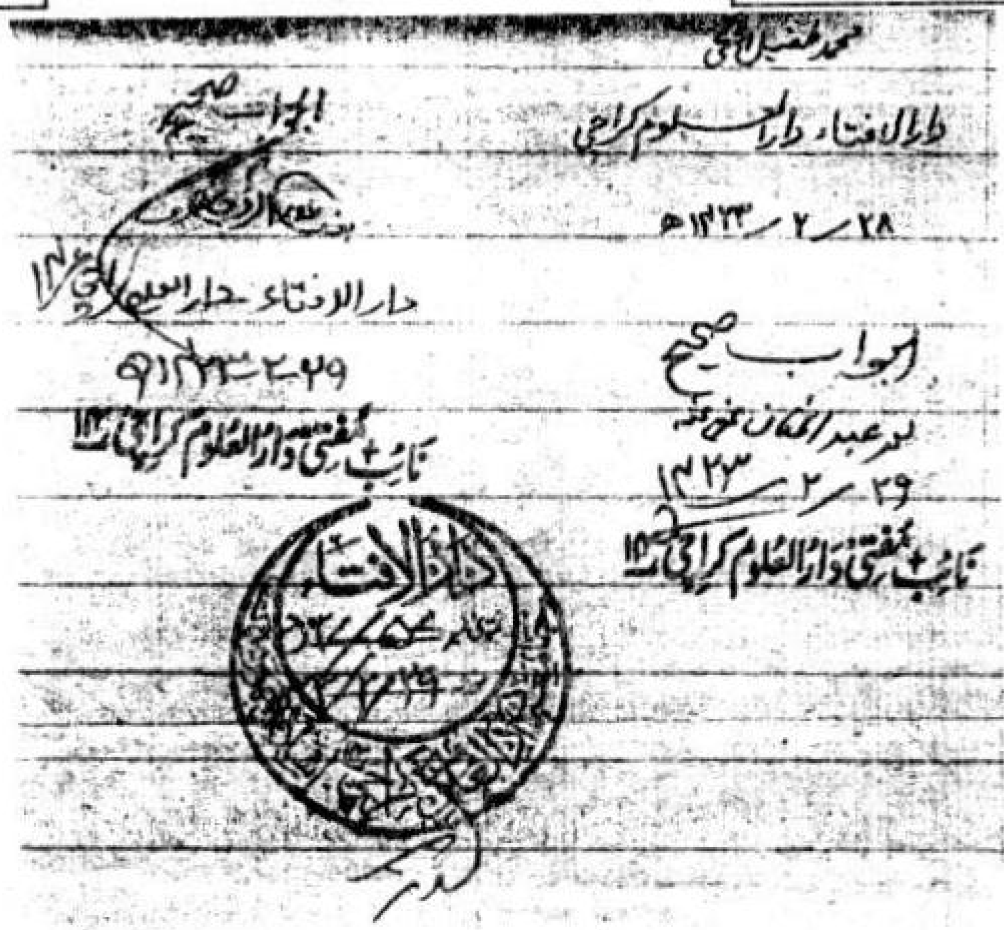
سوال نمبر 81۔کیا کوئی شخص میڈیکل سٹور کھولنے کیلئے کسی شخص سے لائسنس کرایہ پر حاصل کرسکتا ہے؟

سوال نمبر 82۔کیا کوئی شخص اپنا میڈیکل سٹور کا لائسنس کسی دوسرے شخص کو کرایہ پر دے سکتا ہے؟

جواب (81,82) اگر لائسنس کرایہ پر دینے یا لینے کی قانوناً اجازت ہو تو کرایہ پر دینا اور لینا جائز ہوگا، لیکن اگر قانون میں اس کی ممانعت ہو تو کرایہ پر دینا اور لینا جائز نہیں ہوگا۔

وفی بحوث فقهیة معاصره (ص ۱۲۰)

فلا يبعد ان تلتحق بالاعيان في جواز بيعها وشرائها ولكن كل ذلك انما يتاتي اذا كان في الحكومة قانون يسمح بنقل هذه الرخصة الى الرجل أخرا اما اذا كانت الرخصة باسم رجل مخصوص او شركة مخصوصة ولا يسمح القانون بنقلها الى رجل اخرا وشركة أخرى فلا شبهة في عدم جوازها لان بيعه يؤدي حينئذ الى الكذب والخديعة والله اعلم بالصواب.



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆اگر ماہر عورت ڈاکٹر موجود ہو تو عورت، مرد ڈاکٹر سے دانت نہ نکلوائے☆

سوال نمبر 83۔ کوئی عورت مرد ڈاکٹر سے دانت نکلوا سکتی ہے یا دانتوں کا کوئی اور کام کروا سکتی ہے۔

جواب: اگر ماہر لیڈی ڈاکٹر ہو تو لیڈی ڈاکٹر ہی سے علاج لازم ہے کسی اجنبی مرد ڈاکٹر سے علاج کروانا جائز نہیں، اور اگر لیڈی ڈاکٹر میسر نہ ہو یا ہو لیکن اس سے اطمینان بخش علاج نہ ہو سکتا ہو اور علاج بھی ناگزیر ہو تو پھر عورت، مرد ڈاکٹر سے علاج کروا سکتی ہے اور دانت نکلوا سکتی ہے۔ اس صورت میں عورت پر لازم ہے کہ چہرے کا بقدر ضرورت حصہ کھولے باقی نہ کھولے اور مرد پر لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے ضروری حصہ پر نظر رکھے دیگر حصے اور اعضاء پر نظر نہ ڈالے اور نہ چھوئے۔

اور جہاں تک مرد کا کسی لیڈی ڈاکٹر سے علاج کروانے کا تعلق ہے تو عام طور پر ماہر مرد ڈاکٹر بآسانی مل جاتے ہیں لہٰذا مرد ڈاکٹر ہی سے علاج لازم ہے، البتہ اگر کہیں ایسی شدید مجبوری آجائے کہ لیڈی ڈاکٹر کے علاوہ کوئی اور ڈاکٹر موجود نہ ہو تو ایسی مجبوری کی صورت میں مرد لیڈی ڈاکٹر سے علاج کروا سکتا ہے۔ (مأخذہ رجسٹر نقل فتاویٰ ۱۲۹/۹۰، ۱۷۳/۲۰۵، ۷۱/۲۵۸، ۸)

فی الدر المختار (۶/۳۷۰، ۷۱) ینظر الطبیب الی موضع مرضها بقدر الضرورة اذا لضرورات تتقدر بقدرها وکذا نظر قابلة وختان

ينبغي أن يعلم امراة تداويها لأن نظر الجنس الى الجنس أخف.

في أيضا (ج۲/۳۷۱) (وكذا) تنظر المرأة (من الرجل) كنظر الرجل (وان امنت شهوتها) فلو لم تأمن او خافت أو شكت حرم استحسانا كالرجل هو الصحيح في الفصلين.

☆دانتوں کوتار لگا کر سیدھا کرنا اور سونے کا دانت لگوانا جائز ہے☆(84,85)

سوال نمبر 84۔کیا دانتوں کوتار لگوا کر سیدھا کرانا جائز ہے۔

جواب: تار لگوا کر دانتوں کو باندھنا اور سیدھا کروانا جائز ہے۔

سوال نمبر 85۔کیا سونے کا دانت لگوانا جائز ہے۔

جواب: اگر سونے اور چاندی کے علاوہ دوسرے مصنوعی دانتوں سے مذکورہ ضرورت پوری ہوسکتی ہوتو دوسرے مصنوعی دانت لگوانے چاہئیں اور اگر دوسرے مصنوعی دانت خراب ہوجاتے ہوں تو مجبوری کی صورت میں چاندی کے دانت لگوائیں، اگر یہ بھی کامیاب نہ ہوں تو سونے کا دانت لگوانا بھی جائز ہے۔

ولا يشدّ سنّه المتحرک بذهب بل بفضة وجوزهما محمد (الدر المختار ج ۲/۳٦۱، ۲۲) في الصحيح للامام مسلم رحمه الله (ج ۲/۲۰۵) ...... عن عبد الله قال: لعن الله الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله قال فبلغ ذلک امراة من بني أسد يقال لها أم يعقوب وكانت تقرأ القرآن فأتته فقالت ما حديث بلغني عنک أنک لعنت الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله فقال عبد الله وما لي لا ألعن من لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في كتاب الله فقالت المراة لقد قرأت ما بين الوحي المصحف فما وجدته فقال لئن كنت قرأتيه لقد وجدتيه قال الله عزوجل وما اتاكم الرسول فخذوا وما نهاكم عنه فانتهوا (۵۹ الحشر ۷) فقالت المراة: فاني أرى شيئا من هذا على امراتک الآن فقال: اذهبي فانظري قال فدخلت على امراة عبد الله فلم تر شيئا فجائت اليه فقالتما رأيت شيئاً فقال: أما لو كان

ذلک لم نجامعها. فی تكملة فتح الملهم (ج۴/۱۹۵) قوله والمتفلجات جمع المتفلجة وهی المرأة التی تبرد ما بين اسنانها (بالمجرد) الثنايا والرباعيات لتحدث فرجة بينها وكانت العجائز يفعلنه لاظهار صغرهن لأن هذه الفرجة اللطيفة بين الأسنان ربما تكون للبنات الصغار فاذا تفلجت امرأة كبير السن او همت انها صغيرة فی السن ويقال له أيضا الوشر. قوله: المغيرات خلق الله اشارة الی قوله تعالیٰ فی سورة النساء: ۱۱۸ حكاية عن قول الشيطان: وقال لا تخذن من عبادک نصيباً مفروضا ولأضلنهم ولا منينهم ولأمرنهم فليبتكن اذان الانعام ولامرنهم فليغيرن خلق الله وفيه تصريح بأن الوصل والوشم والنمص وغيرها من جملة تغيير خلق الله الذی يفعله الانسان باغواء من الشيطان والذی نها عنه الله سبحانه وتعالیٰ فی كلامه المجيد.

وقال القرطبی فی تفسيره (ج۵/۳۹۶) ثم قيل: هذا المنهی عنه انما هو فيما يكون باقيا لانه من باب تغيير خلق الله تعالیٰ فاما ما لا يكون باقيا كالكحل والتزين به للنساء فقد اجازه العلماء مالک وغيره وكرهه مالک للرجال واجازه مالک أيضا أن تشی المرأة يديها بالحنّاء والحاصل أن كل ما يفعل فی الجسم او نقص من اجل الزينة بما يجعل الزيادة أو النقصان مستمرامع الجسم وبما يبدو منه أنه كان فی أصل الخلقة هكذا فانه تلبيس تغيير منهی عنه وأما ما تزينت به المرأة لزوجها من تحمير الأيدی أو الشفاة أو العارضين بما له يلتبس بأصل الخلقة فانه ليس داخلا فی النهی عند جمهور العماء وأما قطع الاصبع الزائدة ونحوها فانه ليس تغيير الخلق الله وانه من قبيل ازالة عيب أو مرض فأجازه اكثر العلماء خلافاً لبعضم. والله اعلم بالصواب.

الجواب صحيح

الجواب صحيح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆کسی مریض کو شدید تکلیف میں دیکھ کر اس کیلئے موت کی دعا کرنا جائز نہیں☆

سوال نمبر 86۔ کیا کسی مریض کو تکلیف میں دیکھ کر اس کے لئے موت کی دعا کی جاسکتی ہے تاکہ اس کی تکلیف کم ہو۔ جیسے کینسر کے مریض کے لئے۔

جواب: مریض کے لئے شفاء اور عافیت کی دعا کرنا مسنون ہے اور شدید مرض یا کسی بھی دنیاوی مصیبت کی وجہ سے موت کی دعا کرنا جائز نہیں ہے اور یہ کہنا کہ مرنے کے بعد تکلیف ختم ہو جائیگی اس لئے صحیح نہیں کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کیا معاملہ فرمائیں اس کا یقینی علم کسی کو نہیں۔ البتہ اگر تکلیف پر صبر مشکل ہو جائے تو مریض کے لئے اس طرح دعا کرنے کی گنجائش ہے کہ یا اللہ جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ، اور جب موت بہتر ہو مجھے موت عطا فرما اور اس شخص کے لئے راحت و آرام کی دعا بھی کی جاسکتی ہے۔

عن حارثة بن مضرب قال: دخلت على خباب وقد اكتوى سبعا فقال لو لا انى سمعت رسول اللّٰہؐ يقول لا يتمن احدكم الموت لتمنية الخ مشكوٰة ص ۱۴۰ ج ۱.

قال ملا على القارى تحت قوله (لا يتمن احدكم الموت) اى بضر نزل به (لتمنية) اى لأ ستريح من شدة المرض اللذى من شأن الجبلة البشرية ان تنفر منه ولا تصبر عليه مرقاة ص ۸۱ ج ۴.

عن انس بن مالك قال قال رسول اللّٰہؐ لا يدعون احدكم الموت لضر نزل به ولكن يقل اللّٰهم أحينى ما كانت الحيوٰة خيراً لى وتوفنى اذا كانت الوفاة خيراً لى ابو داؤد ص۸۷ ج ۲.

وقال التور بشتى: النهى عن تمنى الموت وان كان مطلقا لكن المراد به المقيد لما فى حديث انسؓ لا يتمنين أحدكم الموت من ضر أصابه وقولهٗ وتوفنى اذا كانت الوفاة خيراً لى فعلى هذا يكره تمنى الموت من ضر اصابه فى نفسه أو ماله لانه فى معنى التبرم من قضاء اللّٰه تعالى ولا يكره التمنى لخوف فساد فى دينه (المرقات شرح مشكوٰة) ص ۲۵ ج ۴.

العبد الیاس زمان رحیم یار خانی
دار الافتاء - جامعہ دار العلوم کراچی ۱۴
۴ / ۱۲ / ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
محمود اشرف غفر اللہ لہ
نائب مفتی دار العلوم کراچی ۱۴
۵-۱۲-۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
اسمٰعیل
۵ ذو الحجہ ۱۴۲۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ایک کی بیماری کا دوسرے کی طرف سرایت کرنیکا عقیدہ رکھنا غلط ہے☆

سوال نمبر 87۔ (الف) چھوت کی بیماری کے بارے میں اسلام کیا فرماتا ہے؟

(ب) چھوت والی بیماری والے آدمی کے ساتھ نہ بیٹھنا، نہ کھانا، نہ ہاتھ ملانا وغیرہ وغیرہ سے گناہ تو نہیں ہوگا۔

جواب: (الف) ایک کی بیماری دوسرے کی طرف سرایت کرتی ہے یا نہیں؟ اس میں احادیث مختلف ہیں۔ بعض حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بیماری دوسرے کی طرف سرایت نہیں کرتی۔ جبکہ دوسری بعض حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض بیماری دوسرے کی طرف سرایت کرتی ہے۔ احادیث کے اس تعارض کو دور کرتے ہوئے محدثین کرامؒ نے ان احادیث کی جو تشریح فرمائی ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

جن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کی طرف سرایت نہیں کرتی اس کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح کا عقیدہ رکھنا باطل ہے اور اس کو مؤثر نہیں سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ مؤثر حقیقی اللہ سبحانہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے بیماری بذات خود مؤثر نہیں اور اللہ کے حکم کے بغیر بیماری نہیں لگتی اور جن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض بیماری دوسرے کی طرف سرایت کرتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کمزور دل والوں کو چاہئے کہ اس قسم کے مریض سے ملنے جلنے سے احتیاطاً پرہیز کریں اگرچہ اعتقاد ایسا نہ سمجھیں۔

جواب: (ب) بطور اعتقاد ایسا کرنا تو گناہ ہے تاہم بطور احتیاط اگر ایسا کرے تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

کبر کمال الدین بن رشید
دار الافتاء دار العلوم کراچی
۱۴ / ۷ / ۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح
محمود اشرف عفی عنہ
۱۵ / ۷ / ۱۴۱۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ایسا مریض جو کئی برس سے ہوش میں نہ ہو، اس مدت کی نمازوں اور روزوں کی قضاء اس کے ذمہ لازم نہیں☆

سوال نمبر 88: میرے والد صاحب عرصہ تین سال سے صاحب فراش ہیں اور ان کو ہوش بھی نہیں ہے۔ والد صاحب عالم نہیں اور سلسلہ نقشبندیہ کے خلیفہ بھی ہیں۔ اپنی گزشتہ زندگی میں صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ اب وہ نماز نہیں پڑھ سکتے کیونکہ ان کو ہوش نہیں ہے۔ کیا ان کی نمازوں کا اور روزوں کا فدیہ دینا پڑیگا۔ فدیہ کی رقم ادا کرنے کی استعداد بھی نہیں ہے۔

جواب: مذکورہ صورت میں آپ کے والد صاحب جب سے بیہوش ہیں اس مدت کی نمازوں اور روزوں کی قضاء ان کے ذمہ لازم نہیں ہے۔ لہٰذا ان ایام کی نمازوں اور روزوں کا فدیہ بھی ان کے ذمہ لازم نہیں۔ البتہ بیماری کے جتنے ایام میں ان کے ہوش وحواس درست تھے اور بیٹھ کر یا لیٹ کر یا اشارے سے کسی طرح بھی نماز پڑھ سکتے تھے تو اتنے دنوں کی نمازوں اور روزوں کی قضاء نہ کر سکیں تو اس کا فدیہ ادا کیا جا سکتا ہے اور فدیہ میں یہ تفصیل موجود ہے کہ اگر انہوں نے گزشتہ زندگی میں قضاء نمازوں اور روزوں کا فدیہ دینے کی وصیت کی تھی یا ہوش میں آنے کے بعد وصیت کر دی تھی تو ان کی وفات کے بعد ان کے ترکہ کے ایک تہائی حصہ سے ان کی نمازوں اور روزوں کا فدیہ ادا کیا جائیگا۔ لیکن اگر انہوں نے وصیت نہیں کی یا وصیت کی تھی مگر ترکہ کے ایک تہائی حصہ سے فدیہ مکمل ادا نہ ہو سکا تو ورثہ پر بقیہ ترکہ سے اس کی ادائیگی ضروری نہیں۔ البتہ اگر کسی وارث نے اپنی طرف سے فدیہ ادا کر دیا یا ورثہ میں سب بالغ ہوں اور ان سب نے اپنی رضا مندی سے کل ترکہ میں سے فدیہ کی ادائیگی کر دی تو یہ بھی جائز ہے۔

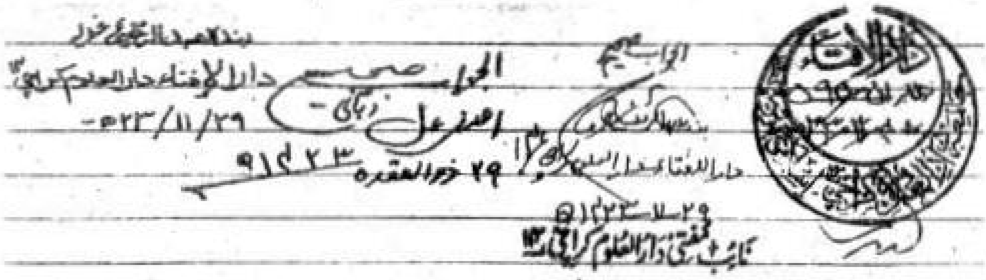
فی الدر المختار ص ۴۹۷، ج۲ طبع بیروت

وان تعذرت الایماء برأسه وکثرت الفوائت بأن زادت علی یوم ولیلة سقط القضاء عنه .... لأن مجرّد العقل لا یکفی لتوجّه الخطاب. وفیه ایضاً

ولو اشتبه علی مریض أعداد الرکعات والسجدات لنعاس یلحقه لا یلزمه الأداء وفیه ایضاً ص ۱۰۲، ج۲ طبع ایچ. ایم. سعید

ومن جنّ أو أعمی علیه ولو بفزع من سبع أو آدمیّ یوماً ولیلة قضی

الخمس وان زاد وقت صلاة سادسة لاللحرج ولو أفاق فی المدۃ
والله سبحانه وتعالیٰ أعلم. ....



بسم الله الرحمٰن الرحیم

☆حدیث میں ہے کہ ہر بیماری کیلئے دواء ہے، جبکہ بعض امراض کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ لاعلاج ہیں۔ان میں تطبیق کی صورت☆

سوال نمبر 89۔ بعض امراض کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ لاعلاج ہیں جیسے کینسر کی بعض اقسام ایڈز وغیرہ، حالانکہ حدیث پاک میں آتا ہے، لکل داء دواء (اوکما قال علیہ السلام) اس کی تطبیق کی کیا صورت ہوگی؟

جواب: یہ حدیث بالکل صحیح ہے، لکل داء دواء کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کیلئے دوا رکھی ہے۔ اب تک بظاہر جن بیماریوں کا علاج دریافت نہیں ہوا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے دوا نہیں رکھی، بلکہ ان کی بھی دوا اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے لیکن اب تک یا تو انسانی ذہن کی وہاں تک رسائی نہیں ہوئی یا اگر رسائی ہوئی بھی ہے تو انسان کو ان کے ذریعہ علاج کا طریقہ نہیں ہوسکا ورنہ دوا بہرحال موجود ہے۔

فی التکملة: ۴/۳۳۴: قوله لکل داء دواء وربما یستشکل هذا بان کثیراً من المرضی یداوون ولا یبرئون واجاب عنه القاضی عیاض رحمه الله بان عدم البرء انما یکون لعدم العلم بحقیقة المداواة لالعدم الدواء وکذالک الامراض التی یقال فیها انها لیس لها علاج فان ذلک لعدم العلم بطرق العلاج لا لان الدواء غیر موجود. والله سبحانهٗ اعلم.

خلیل احمد مسلمی عفا اللہ عنہ — الجواب صحیح

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

۲۴-۷-۱۴۲۲ھ دارالافتاء دارالعلوم کراچی

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆سرمہ لگانا سنت ہے، لیکن اگر سرمہ لگانے سے آنکھ میں سوزش ہونے کا یقین ہو تو منع کیا جاسکتا ہے☆

سوال نمبر **90**۔ سرمہ لگانا حضرت محمدؐ کی سنت مبارکہ ہے کیا چھوٹے بچوں کو سرمہ لگانے سے منع کیا جاسکتا ہے کہ ان کی آنکھوں میں سوزش کا خطرہ ہے۔

جواب: اگر سرمہ لگانے سے آنکھ میں سوزش ہو جانے کا یقین یا غالب گمان ہو تو سرمہ لگانے سے منع کیا جاسکتا ہے۔

والسنة نوعان: سنة الهدیٰ وترکها یوجب اسائة وکراهية کالجماعة والأذان والاقامة ونحوها وسنة الزوائد وترکها لا یوجب ذالک کسیر النبیؐ فی لباسه وقیامه وقعوده رد المحتار ص ۱۰۳ ج ۱.

العبد الیاس زمان رحیم یار خانی — الجواب صحیح

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی — محمود اشرف غفراللہ لہ

۴-۱۲-۱۴۲۱ھ — ۵-۱۲-۱۴۲۱ھ

نائب مفتی دارالعلوم کراچی ۱۴

الجواب صحیح

اصغر علی

۵ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ

دارالافتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ناپاک کپڑوں کو پاک کرنے کا طریقہ☆

سوال نمبر91: کیا اگر کسی کپڑے کو برتن میں پانی لے کر اس میں ڈبوئیں مثلاً اگر وہ کپڑا ایک لیٹر میں ڈوب سکتا ہے تو نلکا یا ٹونٹی کھول کر تخمیناً تین لیٹر پانی بہا دینے سے کپڑا پاک ہو جائے گا۔ کیا کپڑے کو نچوڑنے کی ضرورت ہیں؟

جواب: ایسی صورت میں اگر ناپاکی دھل جانے کا غالب گمان ہو جائے تو کپڑا پاک ہو جائے گا، نچوڑنا ضروری نہیں۔

سوال نمبر92: بالٹی وغیرہ میں کپڑا ڈال کر پھر اسے نلکا کے نیچے رکھ کر بھریں، بالٹی بھر کر پانی ابل جائے تو کیا وہ کپڑا پاک ہو گیا؟ اندر کا پانی پاک ہو گیا؟ بالٹی پاک ہو گئی؟

جواب: اگر اس قدر پانی بالٹی میں بھر کر بہہ جائے کہ کپڑے کی ناپاکی دھل جانے اور اندر کا ناپاک پانی نکل جانے کا غالب گمان ہو جائے تو کپڑا، پانی اور بالٹی پاک ہو جائیگی۔

سوال نمبر93: واشنگ مشین میں اتنا پانی بھریں کہ کپڑے ڈوب جائیں پھر مشین میں اوپر سے نلکے کے ذریعہ پانی ڈالیں اور مشین سے پانی خارج کرنے کے راستے کو کھول دیں۔ کیا تھوڑا سا پانی نکل گیا تو سب کپڑے پاک ہو جائیں گے؟

جواب: تھوڑے سے پانی نکلنے سے کپڑے پاک نہیں ہونگے البتہ اگر اس قدر پانی ڈالا جائے اور مشین سے نکال لیا جائے کہ کپڑے کی ناپاکی دھل جانے کا غالب گمان ہو جائے تو اس کے بعد کپڑے پاک ہو جائیں گے۔

۱. فی الدر المختار (۱/ ۳۳۳) اما لو غسل فی غدیر أو صب علیه ماء کثیر أو جری علیه الماء طهر مطلقاء بلا شرط عصر وتجفیف وتکرار غمس هو المختار. وفی الشامیة تحته قد عملت أن المعتبر فی تطهیر النجاسة المرئیة زوال عینها ولو بغسلة واحدة ولو فی اجانة کما مر، فلا یشرط فیها تثلیث غسل ولا عصر، وأن المعتبر غلبة الظن فی تطهیر غیر المرئیة بلا عدد علی المفتی به أومع شرط التثلیث علی ماء ولا شک ان الغسل بالماء الجاری وما فی حکمه من الغدیر أو الصب الکثیر الذی یذهب بالنجاسة اصلاً ویخلفه غیره مرارا بالجریات اقوی من الغسل فی الاجانة التی علی خلاف القیاس .... الخ ۱۵. وفی الشامیه (۱/ ۹۰ ۱) تحت قول الدر (ویخرج من آخر) ...... ثم ان کلامهم ظاهره أن

الخروج من اعلاه، فلو كان يخرج من ثقب فى اسفل الحوض لا يعد جاريا .... وفى شرح المنية يطهر الحوض بمجرد ما يدخل الماء من الانبوب ويفيض من الحوض هو المختار لعدم تيقن بقاء النجاسه فيه وصيرورته جاريا، وظاهره التعليل الاكتفاء بالخروج ممن الاسفل لكنه خلاف قوله ويفيض، فتأمل وراجع. وفى هامش الشاميه (١٩٦/١) اقول! رأيت بعد كتابتى هذا المحل فى حاشية الاشباه والنظائر فى آخر الفن الاوّل للعلامة الكفيرى التى تلقاها عن شيخنا الشيخ اسماعيل الحائک مفتى دمشق مانصه: اذا كان فى الكوز ماء متنجس فصب عليه ماء طاهر حتى جرى الماء من الانبوب بحيث يعد جاريا ولم يتغير الماء فانه يحكم بطهارته اه. ثم المختار طهارة المتنجس بمجرد جريانه (قوله بمجرد جريانه) أى بان يدخل من جانب ويخرج من آخر حال دخوله وان قل الخارج، قال ابن الشحنه: لانه صار جاريا حقيقة، وبخروج بعضه رفع الشک فى بقاء النجاسة فلا تبقى مع الشک والصحيح انه يطهر وان لم يخرج مثل ما فيه. وفى الشامية تحته: ومقتضاه انه على القول الصحيح تطهر الاوانى ايضا بمجرد الجريان، وقد علل فى البدائع هذا القول بانه صار ماء جاريا ولم نستيقن ببقاء النجاسة فيه. وبقى شئ آخر سئلت عنه، وهو ان دلوا تنجس فافرغ فيه رجل ماء حتى امتلأ وسال من جوانبه هل يطهر بمجرد ذلک أم لا؟ والذى يظهر لىُ الطهارة اخذا مما ذكرناه هنا، عامر من انه لا يشترط أن يكون الجريان بمدد. اه والله سبحانه وتعالىٰ اعلم.

الجواب صحيح
محمد عبد المنان غفر له
١٤٢٢/٩/١
نائب مفتى دار العلوم كراچى

دار الافتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆زکوٰۃ کی رقم سے ڈسپنسری یا فلاحی ہسپتال کی عمارت تعمیر کرانا جائز نہیں☆

سوال نمبر 94۔ کیا زکوٰۃ کی رقم سے ڈسپنسری یا فلاحی ہسپتال کی عمارت تعمیر کروائی جاسکتی ہے۔

جواب: زکوٰۃ ادا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ زکوٰۃ کی رقم کسی فقیر محتاج کو مالک اور قابض بنا کر دی جائے اور سید بھی نہ ہو اس کے برخلاف زکوٰۃ کی رقم براہ راست ڈسپنسری یا فلاحی ہسپتال کی تعمیر وغیرہ میں خرچ کرنا جائز نہیں اور اس سے زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

☆زکوٰۃ کی رقم سے فلاحی ہسپتال کی مشینیں خریدنا جائز نہیں☆

سوال نمبر 95۔ کیا زکوٰۃ کی رقم سے ڈسپنسری یا فلاحی ہسپتال کے آلات مثلاً ای سی جی مشین، الٹراساؤنڈ مشین وغیرہ خرید سکتے ہیں جبکہ ان آلات سے امیر و غریب سب فائدہ اُٹھائیں گے۔

جواب: براہ راست زکوٰۃ سے مذکورہ چیزیں خریدنا جائز نہیں اور اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

☆زکوٰۃ کی رقم سے ڈسپنسری کے عملہ کی تنخواہ دینا جائز نہیں☆

سوال نمبر 96۔ کیا زکوٰۃ کی رقم سے ڈسپنسری سٹاف اور ڈاکٹر کو تنخواہ دی جاسکتی ہے۔

جواب: زکوٰۃ کی رقم سے براہ راست ڈسپنسری سٹاف وار ڈاکٹروں کی تنخواہ دینا جائز نہیں اور اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

☆زکوٰۃ کی رقم سے ادویات خرید کر مستحق مریضوں کو دینا جائز ہے☆

سوال نمبر 97۔ کیا زکوٰۃ کی رقم سے ڈسپنسری کی ادویات خریدی جاسکتی ہیں جبکہ ڈسپنسری سے امیر غریب سب فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

جواب: زکوٰۃ کی رقم سے ادویہ خرید کر مستحق زکوٰۃ مریضوں کو مالک اور قابض بنا کر دینا جائز ہے، مگر یا ادویات غیر مستحق زکوٰۃ مریضوا کو دینا جائز نہیں اور اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ واللہ سبحانہ اعلم



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆انہیلر کے استعمال۔ سے روزہ ٹوٹ جائیگا☆

سوال نمبر 98۔ ایک شخص دمہ کا مریض ہے، رمضان المبارک میں روزہ رکھنے سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ ایک پمپ جس کا نام انہیلر (Inhaler) ہے۔ جس میں گیس جیسی چیز ہوتی ہے۔ اس منہ میں رکھ کر دباتے ہیں جس سے سانس کی نالیاں کھل جاتی ہیں اور تقریباً چھ گھنٹے تک آرام ہو جاتا ہے۔ کیا اس کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ نیز اگر ٹوٹ جاتا ہے تو ان روزوں کا فدیہ دیا جا سکتا ہے یا قضاء رکھنا پڑیں گے؟ جبکہ ایسا مریض دائمی ہے۔

جواب: انہیلر پمپ کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جائیگا۔

فی الدر المختار او دخل حلقه غبار او ذباب او دخان ولو ذاكراً استحساناً لعدم امكان التحرز عنه وفي رد المختار وهذا يفيد له انه اذا وجد بداً من تعاطى ما يدخل غباره في حلقه أفسد لو فعل شرنبلالية. وفى الدر ومفاده أنه لو أدخل حلقه الدخان أفطر أى دخان كان ولو عوداً أو عنبراً لو ذاكراً لا مكان التحرز عنه فليتبه له كما بسطه الشرنبلالى وفى رد المختار ومفاده اى مفاد قوله دخل اى بنفسه بلا صنع منه قوله أنه لو أدخل حلقه الدخان أى بأىّ صورة كان الادخال حتى لو تبخر ببخور فاواه الى نفسه واشتمه ذاكراً لصومه أفطر لامكان التحرز عنه وهذا مما يغفل عنه كثير من الناس ولايتوهم أنه كشم الورد وماثه والمسک لوضوح الفرق بين هواء تطيب بريح المسک وشبهه وبين جوهر دخان وصل الى جوفه بفعله الخ (ص ۱۰٦، ج ۲)

اگر دوسرے ایام میں روزہ رکھ سکے تو قضاء کرے اگر نہ رکھ سکے تو فدیہ دے۔

فان عجز عن الصوم لايرجى برئه أو كبر أطعم أى ملک.

(الدر المختار على رد المختار ص ۲۳۲، ج ۲)

(خیر الفتاویٰ جلد ۴، ص 98,99)

الحمد للہ جلد ۳ ختم ہوئی